کتاب الحدیث

2

مولانا محمد الیاس گھمن
متکلم اسلام
دامت برکاتہم

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA

کتاب الحدیث

2

مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم
متکلم اسلام

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA
emarkaz.org

جملہ حقوق بحق ای مرکز eMarkaz محفوظ ہیں

نام کتاب	کتاب الحدیث–حصہ دوم
تالیف	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
اشاعتِ اول	رمضان المبارک 1445ھ–مارچ 2024ء
اشاعتِ دوم	شوال المکرم 1447ھ–مارچ 2026ء
ناشر	دار الایمان

کتاب منگوانے کا پتہ:

دار الایمان، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا

0321-6353540

www.emarkaz.org

فہرست

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ: اَلِاعْتِقَادَاتُ 7

پہلا باب: اعتقادات 7

پہلی فصل: توحید 8

دوسری فصل: رسالت 10

تیسری فصل: ختم نبوت 12

چوتھی فصل: تقدیر 16

پانچویں فصل: مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم 19

چھٹی فصل: مقام اہلِ بیت رضی اللہ عنہم 22

ساتویں فصل: حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام 25

آٹھویں فصل: ظہورِ مہدی علیہ الرضوان 29

نویں فصل: قیامت 33

دسویں فصل: جنت و جہنم 35

اَلتَّمْرِیْنُ الْاَوَّلُ 39

اَلْبَابُ الثَّانِیْ: اَلْعِبَادَات 41

دوسرا باب: عبادات 41

پہلی فصل: توحید کا اقرار 42

دوسری فصل: نماز 45

تیسری فصل: زکوٰۃ 48

چوتھی فصل: روزہ 50

پانچویں فصل: حج 53

اَلتَّمْرِیْنُ الثَّانِیْ 56

اَلْبَابُ الثَّالِثُ: اَلْاَخْلَاقِیَّات 58

تیسرا باب: اخلاقیات 58

پہلی فصل: خوش خلقی 59

دوسری فصل: سخاوت 61

تیسری فصل: حیا 63

چوتھی فصل: تواضع 65

پانچویں فصل: صبر 68

چھٹی فصل: شکر 71

ساتویں فصل: امانت 74

آٹھویں فصل: صدق 77

نویں فصل: زہد 81

دسویں فصل: توکل 84

اَلتَّمرِیْنُ الثَّالِثُ 87

اَلْبَابُ الرَّابِعُ: اَلْمُعَاشَرَاتُ 89

چوتھا باب: معاشرات 89

پہلی فصل: زوجین کے حقوق 90

دوسری فصل: والدین کے حقوق 92

تیسری فصل: اولاد کے حقوق 94

چوتھی فصل: رشتہ داروں کے حقوق 97

پانچویں فصل: پڑوسیوں کے حقوق 99

چھٹی فصل: یتیموں کے حقوق 101

ساتویں فصل: مہمان کے حقوق 103

آٹھویں فصل: استاذ اور شاگرد کے حقوق 105

نویں فصل: عام مسلمانوں کے حقوق 107

دسویں فصل: عام انسانوں کے حقوق 109

اَلتَّمْرِیْنُ الرَّابِعُ 111

اَلْبَابُ الْخَامِسُ: اَلْمُعَامَلَات 113

پانچواں باب: معاملات 113

پہلی فصل: تجارت 114

دوسری فصل: سود 117

تیسری فصل: مضاربت وشرکت 119

چوتھی فصل: ہدیہ 122

پانچویں فصل: وصیت ووراثت 124

اَلتَّمْرِیْنُ الْخَامِسُ 126

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ: اَلِاعْتِقَادَاتُ

پہلا باب: اعتقادات

اس باب میں آپ درج ذیل عنوانات کے متعلق احادیث پڑھیں گے!

توحید	رسالت	ختم نبوت
تقدیر	مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	مقامِ اہل بیت رضی اللہ عنہم
حیات عیسیٰ علیہ السلام	ظہور مہدی علیہ الرضوان	قیامت
احوالِ جنت و جہنم		

اس باب میں آپ سیکھیں گے!!!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ!

2: احادیث کا بامحاورہ ترجمہ!

3: تشریح الحدیث!

4: ضروری فوائد!

5: مشقی سوالات!

پہلی فصل: توحید

حدیث نمبر 1:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ.

مسند احمد: رقم الحدیث 22001

مَفَاتِيحُ کنجیاں اَلْجَنَّةِ جنت شَهَادَةُ گواہی دینا أَنْ کہ لَا نہیں إِلٰهَ معبود إِلَّا مگر اَللهُ الله

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جنت کی کنجیاں لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے۔

تشریح الحدیث:

توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور اسماء میں یکتا ہیں۔ اس حدیث مبارک میں یہی ذکر ہے کہ دل و جان سے توحید کی گواہی دی جائے اور اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 136

شخص مَاتَ مرا يَعْلَمُ یقین رکھتا ہے أَنَّهُ بلاشبہ یہ بات لَا نہیں إِلٰهَ معبود إِلَّا مگر اللهُ اللہ دَخَلَ وہ داخل ہو گا

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ یقین رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں عقیدہ توحید کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ دخولِ جنت کے وعدہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

کی رحمت سے یا تو ابتداء ہی میں جنت میں داخل ہو گا یا اگر اعمال میں کمزوری ہوئی تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر پھر جنت میں داخل ہو گا۔

حدیث نمبر 3:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الْإِسْلَا مُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَا ةِ وَإِيتَآءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 8

بُنِيَ بنیاد رکھی گئی ہے اَلْإِسْلَامُ اسلام عَلٰى پر خَمْسٍ پانچ شَهَادَةِ گواہی دینا أَنْ کہ لَا نہیں إِلٰهَ معبود إِلَّا مگر اللهُ اللہ وَ اور أَنَّ بے شک مُحَمَّدًا محمد رَسُوْلُ اللهِ اللہ تعالیٰ کے رسول وَإِقَامِ قائم کرنا اَلصَّلَاةِ نماز وَإِيْتَاءِ ادا کرنا اَلزَّكَاةِ زکوٰۃ اَلْحَجِّ حج کرنا وَ اور صَوْمِ روزہ رکھنا رَمَضَانَ ماہ رمضان

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور اس کے بنیادی ارکان کو ایک حسی مثال کے ساتھ سمجھایا ہے۔ عام طور پر مثال سے بات زیادہ آسانی سے سمجھائی جاسکتی ہے۔ تو اسلام کو ایسی عمارت سے تشبیہ دی ہے جو چند ستونوں پر مشتمل ہو اور وہ ستون کلمہ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں۔ جس طرح ستون کے گر جانے سے عمارت گر جاتی ہے اسی طرح اسلام کے ان بنیادی ارکان میں غفلت کرنے سے اسلام کی یہ عمارت بھی گر سکتی ہے۔

البتہ اس بات کا خیال رہے کہ اسلام کے فرائض صرف ان پانچ ارکان ہی میں منحصر نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی ہیں مثلاً جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ لیکن چونکہ ان کی اہمیت اور خصوصیت زیادہ ہے اس لیے انہی کو ذکر کیا گیا ہے۔

دوسری فصل: رسالت

حدیث نمبر 1:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 2638

مَنْ جو شخص شَهِدَ اس نے گواہی دی حَرَّمَ حرام کر دی اَلنَّارَ آگ

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو آدمی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں توحید کے ساتھ ساتھ رسالت کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ گو کہ ایمان بنتا ہی تب ہے جب انسان توحید و رسالت دونوں کا اقرار کرے لیکن رسالت کی اہمیت کے پیش نظر بعض احادیث میں اس کی صراحت بھی کر دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ کامل مؤمن بننے کے لیے محض ایمان لانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ توحید و رسالت کے جو تقاضے ہیں ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 15

لَا يُؤْمِنُ مؤمن نہیں ہو سکتا أَحَدُكُمْ تم میں سے کوئی حَتّٰى یہاں تک کہ أَكُوْنَ میں ہو جاؤں أَحَبَّ سب سے زیادہ محبوب إِلَيْهِ اسے مِنْ سے وَالِدِهٖ اس کے والد وَ اور وَلَدِهٖ اس کی اولاد وَ اور اَلنَّاسِ لوگ أَجْمَعِيْنَ تمام

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو۔

تشریح الحدیث:

ایک مسلمان کے ایمان کی تکمیل تب ہی ہو سکتی ہے جب دنیا کے تمام دوسرے آدمیوں سے حتیٰ کہ اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو۔ عام طور پر اس کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب ایک طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور طریقہ ہو اور دوسری طرف ماں باپ یا خاندان کا ایسا حکم یا رسم ورواج ہو جو خلافِ شرع ہو تو اس موقع پر واضح ہوتا ہے کہ یہ آدمی کس کی چاہت پر عمل کرتا ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهِ.

شرح السنۃ للبغوی: رقم الحدیث 104

لَا يُؤْمِنُ مؤمن نہیں ہو سکتا أَحَدُكُمْ تم میں سے کوئی حَتّٰى یہاں تک کہ يَكُوْنَ ہو جائے هَوَاهُ اس کی خواہش تَبَعًا تابع لِمَا اس چیز کے جِئْتُ بِهِ جسے میں لایا

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائیں۔

تشریح الحدیث:

ایمان کی حلاوت اور برکات صحیح معنوں میں تب ہی نصیب ہو سکتی ہیں جب آدمی کی دلی خواہشات اور اس کی دل کی تمام ترچاہتیں مکمل طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے تابع اور ماتحت ہو جائیں۔ اس لیے کہ خواہشاتِ نفسانی کی پیروی گمراہی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی شریعت سراپا کامیابی ہے۔ ظاہر ہے کہ نبوت کی پیروی اور اتباع ہی میں انسان کی مکمل کامیابی ہے۔

تیسری فصل: ختم نبوت

حدیث نمبر 1:

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4252

أَنَا میں خَاتَمُ ختم کرنے والا اَلنَّبِيِّيْنَ نبیوں لَا نہیں نَبِیَّ نبی بَعْدِیْ میرے بعد

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں عقیدہ ختم نبوت کو بیان کیا گیا ہے کہ سلسلہ نبوت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مکانوں، تمام جہانوں اور تمام زمانوں کے نبی ہیں اور مکان، زمان اور مقام کے اعتبار سے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد عالمِ دنیا میں کسی بھی قسم کی جدید نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ عقیدہ ختم نبوت قرآن کریم کی سو(100) آیات اور نبی علیہ السلام کی تقریباً(210)احادیث سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 1167

فُضِّلْتُ مجھے فضیلت دی گئی عَلٰی پر اَلْاَنْبِيَآءِ تمام انبیاء بِسِتٍّ چھ کے ساتھ أُعْطِيْتُ مجھے دی گئیں جَوَامِعَ جامع کی جمع اَلْكَلِمِ کلمات وَ اور نُصِرْتُ میری مدد کی گئی بِالرُّعْبِ رعب کے ساتھ وَ اور أُحِلَّتْ حلال کی گئی لِيَ میرے لیے اَلْغَنَائِمُ غنیمتیں وَ اور جُعِلَتْ بنادی گئی لِيَ میرے لیے اَلْأَرْضُ زمین طَهُوْرًا پاکی کا ذریعہ وَ اور مَسْجِدًا سجدہ گاہ وَ

اور أُرْسِلْتُ مجھے بھیجا گیا إِلٰی طرف اَلْخَلْقِ مخلوق کَافَّةً تمام وَ اور خُتِمَ ختم کر دیا گیا بِيَ مجھ پر اَلنَّبِيُّوْنَ نبیوں

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ چیزیں عطا کر کے مجھے بقیہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں، رعب عطا کر کے میری مدد فرمائی گئی ہے، میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا ہے، پوری زمین کو میرے لیے پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا ہے اور مجھے ساری مخلوق کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھ پر سلسلہ نبوت ختم کیا گیا ہے۔

تشریح الحدیث:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارک میں ایک دعویٰ کیا ہے: "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے۔ میں آخری نبی ہوں میرے بعد اب کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ اس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ دلائل پیش فرمائے ہیں۔ اس کا تذکرہ یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چھ اعزازات ایسے دیے جو دیگر انبیاء علیہم السلام کو نہیں دیے:

1: اللہ تعالی نے مجھے جوامع الکلم دیے۔

2: رعب عطا فرما کر میری مدد کی ہے۔

3: مال غنیمت کو میرے لیے حلال کیا ہے۔

4: پوری زمین کو میرے لیے "طَهُوْر" پاک کرنے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

5: پوری زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ بنا دیا ہے۔

6 مجھے پوری مخلوق کا نبی بنا دیا ہے۔

یہ چھ چیزیں یہاں پر ختم ہو گئیں۔ آگے "وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" فرمایا: کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنا دیا ہے۔ اب یہاں "وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" چھٹا اعزاز نہیں بلکہ "وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" مستقل اعزاز ہے، اس کے لیے چھ وجوہ اور دلائل اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمائے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے چھ اعزاز دیے:

1: "أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ" مجھے جوامع الکلم دیے، اس کی وجہ یہ ہے کہ: "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" کہ میں آخری نبی

جو ہوں میری ضرورت تھی۔

2: "وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ" مجھے رعب دے کر میری مدد کی، اس کی وجہ یہ ہے کہ: "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میری ضرورت تھی۔

3: "وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ" مالِ غنیمت کو میرے لیے حلال کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ: "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میری ضرورت تھی۔

4: "وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا" ساری زمین کو میرے لیے طہور بنا دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ: "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میری ضرورت تھی۔

5: "وَمَسْجِدًا" پوری زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ بنایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ: "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میری ضرورت تھی۔

6: "وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً" مجھے پوری مخلوق کا نبی بنایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ: "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔

اس حدیث کی مفصل اور جامع شرح کے لیے میری کتاب "دروس الحدیث" کا مطالعہ کیجیے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَأَحْسَنَهٗ وَأَجْمَلَهٗ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 3535

مَثَلِيْ میری مثال وَ اور مَثَلَ مثال اَلْأَنْبِيَاءِ نبیوں مِنْ قَبْلِيْ مجھ سے پہلے كَمَثَلِ رَجُلٍ آدمی کی طرح بَنٰى اس نے تعمیر کیا بَيْتًا گھر فَأَحْسَنَهٗ پھر اسے خوب اچھا بنایا وَأَجْمَلَهٗ اور اسے خوبصورت بنایا إِلَّا مگر مَوْضِعَ جگہ لَبِنَةٍ ایک اینٹ مِنْ سے زَاوِيَةٍ کونہ فَجَعَلَ پھر شروع کر دیا اَلنَّاسُ لوگ يَطُوْفُوْنَ چکر لگاتے ہیں وَ اور يَعْجَبُوْنَ لَهٗ وہ انہیں اچھا لگتا ہے فَيَقُوْلُوْنَ چنانچہ وہ کہنے لگے هَلَّا کیوں نہیں وُضِعَتْ رکھی گئی اَللَّبِنَةُ ایک اینٹ وَأَنَا پس

میں خَاتَمُ ختم کرنے والا اَلنَّبِیِّیْنَ نبی کی جمع

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور دوسرے تمام انبیاء کی مثال اس گھر کی سی ہے جسے ایک شخص نے بنایا۔ اس نے اس گھر کو انتہائی حسین و جمیل بنایا اور مکمل کیا لیکن اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ عمارت کو دیکھنے کے لیے ارد گرد چکر لگاتے ہیں اور عمارت انہیں اچھی لگتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ایک اینٹ یہاں کیوں نہ رکھی گئی تا کہ عمارت مکمل ہو جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین ہونے کو ایک حِسّی مثال سے سمجھایا ہے کہ مجھ سے پہلے دنیا میں جتنے انبیاء علیہم السلام آئے ان کے مجموعہ کو ایک ایسا محل تصور کرو جو نہایت شاندار، مضبوط اور پختہ ہو لیکن اس کی دیوار میں ایک اینٹ کے برابر جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو اور وہ خالی جگہ کسی ایسے شخص کی منتظر ہو جو آکر اس کو پر کر کے محل کی تعمیر کا سلسلہ ختم کر دے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والے انبیاء کی بعثت، ان کی لائی ہوئی شریعت وہدایت اور ان کے تبلیغ وارشاد کے ذریعہ دین کا محل گویا تیار ہو چکا تھا لیکن کچھ کمی باقی رہ گئی تھی وہ کمی ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے پوری ہو گئی۔ اب اللہ کا دین کامل ہو چکا ہے اور اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ
کُلَّمَا ذَکَرَكَ الذَّا کِرُوْنَ وَ غَفَلَ عَنْ ذِکْرِكَ الْغَافِلُوْنَ

چوتھی فصل: تقدیر

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ، بِاللهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْقَدَرِ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 81

لَا يُؤْمِنُ مؤمن نہیں ہو سکتا عَبْدٌ آدمی حَتّٰى یہاں تک کہ يُؤْمِنَ ایمان لے آئے بِأَرْبَعٍ چار چیزوں پر بِاللهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اللہ وحدہ لاشریک پر وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اور مجھے اللہ کا رسول ماننے پر وَ اور بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ موت کے بعد اٹھنے پر اَلْقَدَرِ تقدیر

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے: اللہ تعالیٰ کی توحید پر جس کا کوئی شریک نہیں، میری رسالت پر، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر اور تقدیر پر۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں تقدیر پر ایمان لانے کا ذکر کیا گیا ہے تو یہاں تقدیر کا مفہوم اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ تقدیر؛ علمِ الٰہی (اللہ تعالیٰ کے علم) اور امرِ الٰہی (اللہ تعالیٰ کے فیصلے) کے مجموعے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ بندے کو اختیار دیں گے تو بندہ اپنے اختیار سے یہ کام کرے گا یہ علمِ الٰہی ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا کہ بندہ یہ کام کرے گا یہ امرِ الٰہی ہوا۔ اب علمِ الٰہی؛ امرِ الٰہی کے خلاف ہو یا امرِ الٰہی؛ علمِ الٰہی کے خلاف ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو تقدیر صرف "علمِ الٰہی" کا نام نہیں بلکہ تقدیر علمِ الٰہی اور امرِ الٰہی کے مجموعے کا نام ہے۔ نیز بندہ مجبورِ محض بھی نہیں کیونکہ بندہ اپنے اختیار سے کام کر رہا ہے۔

فائدہ نمبر 1:

اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے بندے کے نفس، خواہش اور مزاج کے موافق ہوں ان کو "تقدیرِ خیر" کہتے ہیں اور جو

فیصلے بندے کے نفس، خواہش اور مزاج کے خلاف ہوں انہیں "تقدیرِ شر" کہتے ہیں جیسے کسی شخص کے ہاں اولاد کا نہ ہونا یا ہونا اور پھر فوت ہو جانا۔ اللہ کے تمام فیصلے اپنی ذات میں بالکل درست اور خیر ہی ہوتے ہیں، انہیں خیر یا شر سے تعبیر کرنا یہ بندے کی طبیعت کی طرف نسبت کی وجہ سے ہے۔

فائدہ نمبر 2:

تقدیر کی دو قسمیں ہیں:

تقدیر مبرم: وہ تقدیر ہے جس میں تغیر و تبدل واقع نہیں ہوتا۔ جو بات اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔

تقدیر معلق: وہ تقدیر ہے جس میں تغیر و تبدل واقع ہو سکتا ہے۔ مثلاً تقدیر میں لکھا ہو کہ اگر فلاں شخص نے صدقہ دیا تو اس کو مرض سے شفا ملے گی، صدقہ نہ دیا تو شفا نہیں ملے گی۔

یاد رہے کہ تقدیر کی یہ تقسیم مخلوق کے اعتبار سے ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں تقدیر؛ تقدیرِ مبرم ہی ہے۔

حدیث نمبر 2:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا شَيْئًا مِنَ الْقَدَرِ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَكَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ لَمْ يُسْأَلْ عَنْهُ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 84

مَنْ جس شخص تَكَلَّمَ اس نے کلام کیا فِي تقدیر میں شَيْءٍ مِّنَ الْقَدَرِ تقدیر میں سے کسی چیز کے بارے میں سُئِلَ سوال کیا جائے گا عَنْهُ اس سے يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن وَ اور مَنْ جس آدمی نے لَمْ يَتَكَلَّمْ کلام نہیں کیا فِيهِ اس میں لَمْ يُسْأَلْ سوال نہیں کیا جائے گا عَنْهُ اس سے

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی ملیکہ اپنے والد سے روایت ہیں کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تقدیر کے بارے میں کوئی بات کی تو انہوں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جس آدمی نے تقدیر کے مسئلہ میں بحث و مباحثہ کیا

تو قیامت کے دن اس سے اس کے بارے میں باز پرس ہو گی اور جس نے اس مسئلہ میں گفتگو نہ کی اس سے کوئی سوال نہیں ہو گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں تقدیر کے مسئلہ پر ایسا بحث و مباحثہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے جس سے تقدیر کا انکار لازم آتا ہو یا اس سے تقدیر پر اعتراضات کرنا مقصود ہو اور اسی کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ البتہ تقدیر کے مسئلہ پر بحث و مباحثہ کرنے سے مقصود مسئلہ تقدیر سمجھانا ہو یا اس پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات دینے ہوں تو اس کی اجازت ہے، اس پر یہ وعید نہیں ہے بلکہ یہ قابلِ تعریف اور باعثِ اجر و ثواب ہے۔

حدیث نمبر3:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُجَالِسُوْا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوْهُمْ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4710

لَا تُجَالِسُوْا تم نہ بیٹھو أَهْلَ الْقَدَرِ قدریہ وَ اور لَا تُفَاتِحُوْهُمْ ان سے سلام وکلام نہ کرو

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قدریہ (فرقہ کے لوگوں) کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ہی ان سے سلام وکلام (کی ابتداء) کرو۔

تشریح الحدیث:

"قدریہ" ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ تو اس حدیث مبارک میں ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا اور ان سے سلام کی ابتداء کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ عموماً اس طرح کے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے عقائد کے خراب ہونے کا یا عقائد میں فاسد شبہات پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے تمام لوگ جن کی مجالس میں بیٹھنے سے عقائد، اعمال اور اخلاق کے خراب ہونے کا خوف ہو؛ ان کی صحبت سے بچنا چاہیے۔

پانچویں فصل: مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا فَبَعَثَهٗ بِرِسَالَاتِهٖ وَانْتَخَبَهٗ بِعِلْمِهٖ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ بَعْدَهٗ فَاخْتَارَ لَهٗ أَصْحَابَهٗ فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِيْنِهٖ وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مسند ابی داؤد الطیالسی: رقم الحدیث 243

نَظَرَ دیکھا اَلْعِبَادِ بندے فَاخْتَارَ پس اس نے منتخب کیا مُحَمَّدًا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فَبَعَثَهٗ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا بِرِسَالَاتِهٖ اپنے پیغامات دے کر وَانْتَخَبَهٗ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا بِعِلْمِهٖ اپنے علم کے ساتھ فَاخْتَارَ اس نے منتخب کیا لَهٗ اس کے لیے أَصْحَابَهٗ اس کے صحابہ کو فَجَعَلَهُمْ پھر اس نے ان کو بنا دیا أَنْصَارَ مددگار دِيْنِهٖ اپنے دین کا وُزَرَاءَ وزیر

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو ان میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا، آپ کو اپنے پیغامات دے کر مبعوث کیا اور آپ کو اپنے علم کے ساتھ منتخب کیا۔ پھر اس کے بعد لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اصحاب کو منتخب فرمایا، ان کو اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا۔

حدیث نمبر 2:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ﴿سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى﴾ قَالَ: هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَفَاهُمُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مجمع الزوائد للہیثمی: رقم الحدیث 11249

سَلٰمٌ سلامتی ہو اِصْطَفٰى منتخب فرمایا اِصْطَفَاهُمُ انہیں منتخب فرمایا ہے لِنَبِيِّهٖ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ان لوگوں پر سلامتی ہو جنہیں اللہ نے منتخب فرمایا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس

رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منتخب فرمایا ہے۔

تشریح الاحادیث:

ان دونوں روایتوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے فضائل و مناقب کو بیان کیا گیا ہے۔ "صحابی" اس کو کہا جاتا ہے کہ جس نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور ایمان کی حالت ہی میں اس کی وفات ہوئی ہو۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے اعلیٰ ترین درجہ اور مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے۔ یاد رہے مقام صحابیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم الشان منصب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے نبوت و رسالت کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام کا انتخاب فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بھی خود منتخب فرمایا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اھل السنۃ والجماعۃ کے چند عقائد و نظریات ذہن نشین فرمالیں:

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کا افضل ترین طبقہ ہیں۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مؤمن ہیں۔

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں۔

4: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر ہیں۔

5: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔

6: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں۔

7: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔

8: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع معصوم ہے۔

9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب و شتم حرام ہے۔

10: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُخروی عذاب سے محفوظ ہیں۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ، وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ يُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهٗ.

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث 1511

اَللّٰهَ اَللّٰهَ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو فِيْ أَصْحَابِيْ میرے صحابہ کے بارے میں لَا تَتَّخِذُوْهُمْ تم ان کو نہ بناؤ غَرَضًا نشانہ أَحَبَّهُمْ ان سے محبت کرے فَبِحُبِّيْ میری محبت کی وجہ سے أَبْغَضَهُمْ ان سے بغض رکھتا ہے فَبِبُغْضِيْ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے آذَاهُمْ ان (صحابہ کرام) کو تکلیف پہنچائی آذَانِيْ اس نے مجھے تکلیف پہنچائی آذَى اللهَ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی آذَى اللهَ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی يُوْشِكُ قریب ہے کہ يَأْخُذَهٗ اس کو سزا دے گا

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے میرے صحابہ کے بارے میں ڈرو۔ اللہ تعالیٰ سے میرے صحابہ کے بارے میں ڈرو۔ ان کو میرے بعد طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ جو شخص صحابہ کرام سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے اور جس شخص نے انکو تکلیف پہنچائی تو اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس شخص نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد پکڑ لے گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تنبیہ کی گئی ہے کہ انہیں نامناسب الفاظ سے یاد کرنا، برا بھلا کہنا، سَبّ و شتم کرنا، گالم گلوچ کرنا اور لعن طعن کرنا حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت بھی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقدس ہستیوں کی طہارت و پاکیزگی کو قرآن و سنت میں بیان کر کے انہیں امت کے ایمان و اعمال کا معیار قرار دیا ہے۔

چھٹی فصل: مقام اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

حدیث نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهِ، وَأَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللهِ وَأَحِبُّوْا أَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّيْ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 3789

أَحِبُّوْا اللهَ اللہ سے محبت کرو لِمَا اس وجہ سے يَغْذُوْكُمْ وہ تمہیں کھلاتا ہے مِنْ نِعَمِهِ اپنی نعمتوں میں سے وَ اور أَحِبُّوْنِيْ مجھ سے محبت کرو بِحُبِّ اللهِ اللہ سے محبت کی وجہ سے وَأَحِبُّوْا اور محبت کرو أَهْلَ بَيْتِيْ میرے اہل بیت سے بِحُبِّيْ میری محبت کی وجہ سے

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جو وہ تمہیں کھلا رہا ہے اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا، كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِيْ أَهْلَ بَيْتِيْ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 3786

رَأَيْتُ میں نے دیکھا رَسُوْلَ اللهِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ حَجَّتِهِ حجۃ الوداع میں يَوْمَ عَرَفَةَ عرفہ کے دن وَهُوَ اور وہ عَلٰى پر نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ اپنی قصویٰ نامی اونٹنی يَخْطُبُ خطبہ دے رہے تھے فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ پس میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا يَا أَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو إِنِّيْ بے شک میں تَرَكْتُ میں چھوڑ کر جا رہا ہوں فِيْكُمْ تم میں مَا جو إِنْ اگر أَخَذْتُمْ بِهِ تم اسے پکڑ رکھو گے لَنْ تَضِلُّوْا ہرگز گمراہ نہیں ہوگے كِتَابَ اللهِ اللہ کی

کتاب عِتْرَتِيْ میری اولاد أَهْلَ بَيْتِيْ میرے اہل بیت

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن اپنی قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگر تم انہیں پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ (پہلی چیز) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور (دوسری چیز) میرے اہل بیت یعنی گھر والے ہیں۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى، إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَذُرِّيَّتِهِ، وَأَهْلِ بَيْتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 982

مَنْ جو شخص سَرَّهُ اس کو خوش کرتی ہو أَنْ یہ بات کہ يَكْتَالَ تول کرے بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى مکمل تول کے ساتھ إِذَا جب صَلَّى درود بھیجے عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ ہم اہل بیت پر فَلْيَقُلْ پس یوں کہے اَللّٰهُمَّ اے اللہ صَلِّ درود بھیج عَلَى مُحَمَّدٍ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور آپ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین پر وَذُرِّيَّتِهِ اور آپ کی اولاد پر وَأَهْلِ بَيْتِهِ اور آپ کے اہل بیت پر كَمَا جیسا کہ صَلَّيْتَ تو نے درود بھیجا عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ آل ابراہیم پر إِنَّكَ بے شک تو حَمِيْدٌ قابل تعریف مَجِيْدٌ بزرگی والا

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کو یہ بات خوش کرتی ہو کہ اس کے نامہ اعمال کا اسے پورے کا پورا بدلہ دیا جائے تو اسے چاہیے کہ جب وہ ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو یوں کہا کرے:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَذُرِّيَّتِهِ، وَأَهْلِ بَيْتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات؛ امہات المؤمنین پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذریت اور اہل بیت پر درود بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود بھیجا ہے، بے شک تُو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔

تشریح الاحادیث:

ان تینوں روایات میں اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب، ان کے ساتھ محبت واحترام اور ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے، اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہونے کی علامت ہے اور اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی علامت ہے۔

اہلِ بیت کا مفہوم سمجھ لینا چاہیے۔ اہلِ بیت کہا جاتا ہے بیوی، بیٹوں، بیٹیوں اور بیٹوں کی اولاد کو؛ کیونکہ نسب مرد سے ثابت ہوتا ہے۔ لیکن حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کا نسب حدیث کی رو سے ان کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا (ان کی ماں) سے ثابت ہو گا۔ لہذا اہل بیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، چاروں بیٹیاں اور بیٹیوں کی اولاد شامل ہوں گی۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت:1362ھ) فرماتے ہیں:

لفظ "اہل بیت" کے دو مفہوم ہیں: ایک ازواج دوسرے عترت (اولاد)۔ خصوصیت قرائن سے کسی مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے کہیں دوسرا اور کہیں عام بھی ہو سکتا ہے۔ پس آیت میں ظاہراً مفہوم اول مراد ہے اور مفہوم ثالث بھی محتمل ہے اور حدیث ثقلین و حرمت صدقہ و حدیث عَبا میں دوسرا مفہوم مراد ہے۔ پس اس تحقیق کے بعد نہ آیت میں اشکال ہے نہ کسی حدیث میں، نہ باہم تعارض ہے اور نہ اہل حق پر کسی کا کوئی شبہ وارد ہے اور نہ اہل حق کو کسی جگہ تکلف و تاویل کی حاجت ہے۔

تفسیر بیان القرآن: ج3، ص:1658، تحت آیت مذکورہ، فائدہ تاسعہ عشر

فائدہ:

گزشتہ فصل میں جو عقائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق لکھے گئے ہیں وہی عقائد اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق بھی ہیں۔

ساتویں فصل: حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

حدیث نمبر 1:

اَنَّ سَعِيْدًا الْمَقْبُرِيّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "وَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ لَيَنْزِلَنَّ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ، وَلَيُعْرَضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهٗ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِيْ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَأُجِيْبَنَّهٗ."

مسند ابی یعلیٰ الموصلی: ص1149 رقم الحدیث 6577

وَالَّذِي اس ذات کی قسم نَفْسُ جان أَبِي الْقَاسِمِ ابو القاسم کی بِيَدِهٖ اس کے قبضہ قدرت میں لَيَنْزِلَنَّ ضرور نازل ہوں گے عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام إِمَامًا امام مُقْسِطًا انصاف پسند وَ اور حَكَمًا حکمران عَدْلًا عادل فَلَيَكْسِرَنَّ ضرور توڑیں گے اَلصَّلِيْبَ صلیب کو لَيَقْتُلَنَّ قتل کریں گے اَلْخِنْزِيْرَ خنزیر کو لَيُصْلِحَنَّ ختم کریں گے ذَاتَ الْبَيْنِ باہمی عداوتوں کو لَيُذْهِبَنَّ ختم کر دیں گے اَلشَّحْنَاءَ آپس کا بغض لَيُعْرَضَنَّ پیش کیا جائے گا عَلَيْهِ ان پر اَلْمَالُ مال فَلَا يَقْبَلُهٗ وہ قبول نہیں کریں گے ثُمَّ پھر لَئِنْ یقیناً قَامَ کھڑے ہوں گے عَلٰى پر قَبْرِيْ میری قبر فَقَالَ پھر وہ کہیں گے يَا مُحَمَّدُ اے محمد لَأُجِيْبَنَّهٗ میں ضرور انہیں جواب دوں گا

ترجمہ: حضرت سعید المقبری رحمہ اللہ سے روایت ہے؛ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ابو القاسم کی جان ہے عیسیٰ ابن مریم ایک عادل حکمران بن کر ضرور نازل ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، باہمی عداوتوں کو ختم کریں گے، آپس کا بغض ختم ہو جائے گا، ان پر مال پیش کیا جائے گا مگر وہ قبول نہیں کریں گے۔ پھر وہ میری قبر پر آئیں گے اور یا محمد! کہیں گے تو میں انہیں جواب دوں گا۔

تشریح الحدیث:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھایا ہے۔ قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں نازل فرمائیں گے، ان کے آنے پر جو امور پیش آئیں گے ان میں سے اس حدیث مبارک میں چند چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں:

1: وہ خلافت کا نظام قائم کریں گے۔

2: صلیب کا خاتمہ کریں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ یعنی عیسائیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

3: ان کے دور میں مال میں فراوانی اور برکت ہو گی، کوئی بھی زکوۃ کا مستحق نہ بچے گا۔

4: اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گی۔

5: مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ میں دفن ہوں گے۔ آج بھی وہاں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے، جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دفن ہونا ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. قَالَ: يَنْزِلُ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. فَإِذَا رَآهُ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا تَذُوبُ الشَّحْمَةُ. قَالَ: فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ.

مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم الحدیث 38649

يَنْزِلُ نازل ہوں گے اَلْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ عیسیٰ ابن مریم فَإِذَا جب رَآهُ الدَّجَّالُ دجال ان کو دیکھے گا ذَابَ پگھلنے لگے گا كَمَا جیسا کہ تَذُوبُ الشَّحْمَةُ چربی پگھلتی ہے فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ پھر وہ دجال کو قتل کر دیں گے

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ جب دجال ان کو دیکھے گا تو (ڈر کی وجہ سے) ایسے پگھلنے لگے گا جیسے چربی پگھلتی ہے۔ فرمایا: پھر وہ دجال کو قتل کر دیں گے۔

تشریح الحدیث:

اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ اس حدیث مبارک میں یہی عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

دجال کا خروج ہو چکا ہو گا اور امام مہدی علیہ الرضوان دمشق کی جامع مسجد میں نماز فجر کے لیے تیاری میں ہوں گے۔ یکایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوؤں

پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہو گی کہ یہودی اس کی تاب نہ لاسکیں گے، اس کے پہنچتے ہی مر جائیں گے اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ایسے پگھلنے لگے گا جیسے چربی پگھلتی ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایسے پگھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے اور "لُد" نامی جگہ پر جا کر اس کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے اور اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ اس کے بعد لشکر اسلام دجال کے لشکر کا مقابلہ کرے گا۔ اس لشکر میں جو یہودی ہوں گے مسلمانوں کا لشکر ان کو خوب قتل کرے گا۔ اس طرح زمین دجال اور یہود کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے گی۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيْكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ."

کتاب الاسماء والصفات للبیہقی: ج2 ص166 باب قول اللہ عزوجل "إني متوفيک"

كَيْفَ کیا عالم ہو گا أَنْتُمْ تمہارا إِذَا جب نَزَلَ نازل ہوں گے اِبْنُ مَرْيَمَ عیسی ابن مریم مِنْ سے اَلسَّمَاءِ آسمان فِيْكُمْ تم میں وَإِمَامُكُمْ اور تمہارا امام مِنْكُمْ تم میں سے

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری خوشی کا اس وقت کیا عالم ہو گا جب عیسیٰ ابن مریم [علیہ السلام] تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔

تشریح الحدیث:

یہ حدیث مبارک بھی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی واضح دلیل ہے، اس حدیث مبارک سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1: لفظ "كَيْفَ أَنْتُمْ" سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مسلمانوں کے لیے خوشی کا باعث ہو گا۔

2: لفظ "مِنَ السَّمَآءِ" کی صراحت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

3: لفظ "ابْنُ مَرْيَمَ" سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت مریم کے بیٹے ہوں گے، لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی کا خود کو مسیح موعود کہنا اور ان احادیث سے اپنی ذات مراد لینا غلط ہے اس لیے کہ مرزا قادیانی کی ماں کا نام "چراغ بی بی" تھا۔

4: لفظ "إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ" کے دو مطلب ہو سکتے ہیں:

پہلا مطلب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان یہ ہو گی کہ پہلے زمانے کے نبی اور رسول ہونے کے باوجود بھی تم میں سے یعنی مسلمانوں کی جماعت کے ایک فرد کی حیثیت سے تمہارے امام اور تمہارے امیر ہوں گے۔

دوسرا مطلب:

اس سے مراد امام مہدی علیہ الرضوان کی امامت ہے۔

5: امامت سے مراد امت کی دینی اور دنیوی قیادت اور حاکمانہ حیثیت ہے۔

6: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دو الگ الگ شخصیتیں ہیں؛ نہ کہ ایک ہی شخصیت۔ اس سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کا مہدی و مسیح ہونے کے دعویٰ کا باطل ہونا واضح ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ. وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

آٹھویں فصل: ظہورِ مہدی علیہ الرضوان

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِيْ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 2230

لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہو گی حَتّٰى یہاں تک کہ يَمْلِكَ الْعَرَبَ عرب پر حکومت کرے گا رَجُلٌ ایک شخص مِنْ سے أَهْلِ بَيْتِيْ میرے اہل بیت يُوَاطِئُ موافق ہو گا اِسْمُهٗ اس شخص کا نام اِسْمِيْ میرا نام

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص عرب پر حکومت نہ کر لے، جس کا نام میرے نام کی طرح ہو گا۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَتَذَاكَرْنَا الْمَهْدِيَّ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "الْمَهْدِيُّ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ".

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 4086

كُنَّا ہم تھے عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں فَتَذَاكَرْنَا ہم نے تذکرہ کیا اَلْمَهْدِيَّ حضرت مہدی کا فَقَالَتْ آپ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں سَمِعْتُ میں نے سنا ہے رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو يَقُوْلُ یہ فرماتے ہوئے اَلْمَهْدِيُّ مہدی مِنْ سے وَلَدِ فَاطِمَةَ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت مہدی کا تذکرہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنا کہ مہدی میری بیٹی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذٰلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ كَلْبٍ فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ إِلَى الْأَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ".

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4286

يَكُونُ ہو گا اِخْتِلَافٌ اختلاف عِنْدَ وقت مَوْتِ خَلِيفَةٍ خلیفہ کی موت فَيَخْرُجُ پس نکلے گا رَجُلٌ ایک آدمی مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ اہل مدینہ سے هَارِبًا بھاگ کر إِلَى طرف مَكَّةَ مکہ فَيَأْتِيهِ اس کے پاس آئیں گے نَاسٌ کچھ لوگ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ مکہ والوں میں سے فَيُخْرِجُونَهُ وہ اسے باہر نکالیں گے وَهُوَ كَارِهٌ اور وہ اس بات کو ناپسند کرنے والا ہو گا فَيُبَايِعُونَهُ پس یہ لوگ ان کی بیعت کریں گے بَيْنَ درمیان اَلرُّكْنِ کونہ / حجرِ اسود والا کونہ وَالْمَقَامِ اور مقام ابراہیم وَيُبْعَثُ اور بھیجا جائے گا إِلَيْهِ ان کی طرف بَعْثٌ لشکر مِنَ الشَّامِ شام کی طرف سے فَيُخْسَفُ بِهِمْ ان کو دھنسا دیا جائے گا بِالْبَيْدَاءِ مقام بیداء پر بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ مکہ اور مدینہ کے درمیان فَإِذَا پس جب رَأَى دیکھیں گے اَلنَّاسُ لوگ ذٰلِكَ یہ (منظر) أَتَاهُ اس کے پاس آئیں گے أَبْدَالُ الشَّامِ شام کے ابدال وَعَصَائِبُ جماعتیں أَهْلِ الْعِرَاقِ عراق والوں کی فَيُبَايِعُونَهُ پس وہ اس سے بیعت کریں گے ثُمَّ پھر يَنْشَأُ نکلے گا رَجُلٌ ایک آدمی مِنْ قُرَيْشٍ قریش میں سے أَخْوَالُهُ كَلْبٌ اس کا ننھیال قبیلہ بنو کلب ہو گا فَيَبْعَثُ وہ شخص بھیجے گا إِلَيْهِمْ ان کے خلاف بَعْثًا ایک لشکر فَيَظْهَرُونَ پس وہ (لشکر مہدی) غالب آ جائیں گے عَلَيْهِمْ ان پر وَذٰلِكَ اور یہ بَعْثُ كَلْبٍ بنو کلب کا لشکر ہو گا اَلْخَيْبَةُ ناکامی ہے لِمَنْ اس شخص کے لیے لَمْ يَشْهَدْ جو حاضر نہ ہوا غَنِيمَةَ كَلْبٍ بنو کلب کی غنیمت میں

فَيَقْسِمُ الْمَالَ پس وہ شخص (امام مہدی) مال تقسیم کرے گا وَيَعْمَلُ عمل جاری کریں گے فِي النَّاسِ لوگوں میں بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ اور اس وقت اسلام ڈال دے گا بِجِرَانِهِ اپنی گردن إِلَى الْأَرْضِ زمین کی طرف فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ پس وہ سات سال حکمرانی کریں گے ثُمَّ يُتَوَفَّى پھر وفات پا جائیں گے يُصَلِّي عَلَيْهِ ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے الْمُسْلِمُونَ مسلمان

ترجمہ: حضرت ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک خلیفہ کی وفات کے وقت امت میں اختلاف ہو گا (کہ کس کو خلیفہ بنائیں) تو ایک شخص مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگ نکلے گا تو مکہ والوں میں سے کچھ لوگ ان کے پاس آئیں گے انہیں باہر لائیں گے (یعنی وہ کسی گھر میں ہوں گے تو لوگ وہاں سے ان کو باہر لائیں گے) حالانکہ یہ بات انہیں ناپسند ہو گی۔ یہ لوگ ان کے ہاتھ پر مقام ابراہیم اور حجرِ اسود کے درمیان بیعت کریں گے۔ (بیعت کے بعد) ان کی طرف شام سے ایک لشکر روانہ ہو گا لیکن اسے مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیداء میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ یہ منظر دیکھیں گے تو پھر ان کے پاس ابدالِ شام اور اہلِ عراق کی جماعتیں آنا شروع ہوں گی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گی۔ پھر قریش میں سے ایک شخص نکلے گا جس کا ننھیال قبیلہ بنو کلب ہو گا، وہ شخص ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا تو یہ (یعنی امام مہدی کا لشکر) ان پر غالب آئیں گے۔ یہی بنی کلب کا لشکر ہو گا۔ ناکام رہے وہ شخص جو بنو کلب کے مال غنیمت میں حاضر نہ ہو! وہ (امام مہدی) مال غنیمت تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی کی سنت کو جاری کریں گے۔ اس وقت اسلام اپنی گردن زمین میں ڈال دے گا (یعنی جس طرح اونٹ جب سکون سے بیٹھتا ہے تو اپنی گردن زمین پر بچھا دیتا ہے، اسی طرح یہ دور بھی اسلام کے لیے امن وسکون کا دور ہو گا) وہ (یعنی امام مہدی) سات سال تک حکمرانی کریں گے۔ پھر وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

تشریح الاحادیث:

مذکورہ بالا تینوں روایات میں امام مہدی علیہ الرضوان کی آمد کا ذکر ہے۔ آپ کی آمد قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے۔ آپ کا نام محمد اور والد کا نام عبد اللہ ہو گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ سیرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے یعنی ان کے اخلاق واطوار آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرح ہوں گے البتہ صورت اور شکل و شباہت میں مشابہ نہیں ہوں گے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوں گے۔مکہ مکرمہ میں ان کا ظہور ہو گا۔

شام اور عراق کے اولیاء اور ابدال بیت اللہ کے طواف کے دوران حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان انہیں پہچان لیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔پہلے ان کی حکومت عرب میں ہو گی پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔ ان کے دور حکومت میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو گا۔ آپ کا عمل شریعت محمدیہ کے مطابق ہو گا۔ آپ کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور آپ ہی کے زمانۂ خلافت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے مشرقی مینار پر فجر کی نماز کے قریب نازل ہوں گے اور امام مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ امام مہدی علیہ الرضوان؛ عیسائیوں سے جہاد کریں گے اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ بیت المقدس میں آپ کا انتقال ہو گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور آپ بیت المقدس ہی میں دفن ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ
صَلَوَاتُ اللهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ ِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

نویں فصل: قیامت

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ هٰذِهِ الدُّنْيَا مَثَلُ ثَوْبٍ شُقَّ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى اٰخِرِهٖ فَبَقِيَ مُتَعَلِّقًا بِخَيْطٍ فِيْ اٰخِرِهٖ فَيُوْشِكُ ذٰلِكَ الْخَيْطُ اَنْ يَّنْقَطِعَ.

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث 10240

مَثَلُ مثال ثَوْبٍ کپڑا شُقَّ پھاڑ دیا گیا مِنْ سے اَوَّلِهٖ اس کا شروع اِلٰى تک اٰخِرِهٖ اس کا آخر فَبَقِيَ پس باقی رہ گیا مُتَعَلِّقًا جڑا ہوا بِخَيْطٍ دھاگے سے فَيُوْشِكُ پس قریب ہے ذٰلِكَ وہ اَلْخَيْطُ دھاگہ يَنْقَطِعَ وہ ٹوٹ جائے

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس دنیا کی مثال اس کپڑے کی طرح ہے جو اول سے آخر تک پھاڑ دیا گیا ہو اور آخری کنارے پر ایک دھاگے سے جُڑا رہ گیا ہو اور وہ دھاگا کسی بھی وقت ٹوٹ سکتا ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں قیامت کے قریب ہونے کو ایک مثال کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ جس طرح کسی کپڑے کو اول سے آخر تک پھاڑ دیا گیا ہو اور سرے پر صرف ایک دھاگہ رہ گیا ہو اور ظاہر ہے کہ یہ آخری دھاگا بھی بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح دنیا کی مدت بھی بہت تھوڑی ہے، بہت جلد قیامت کا وقوع ہو جائے گا، لہذا قیامت کو بہت دور سمجھ کر غفلت نہ برتی جائے بلکہ اس کو بہت قریب اور اچانک پیش آنے والا ایک عظیم حادثہ یقین کرتے ہوئے ہر وقت اس کے لیے فکر مند ہونا چاہیے اور اس کے لیے تیاری کرتے رہنا چاہیے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 6504

بُعِثْتُ مجھے بھیجا گیا أَنَا میں وَ اور اَلسَّاعَةَ قیامت كَهَاتَيْنِ ان دو کی طرح

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اور قیامت کو یوں (ساتھ ساتھ) بھیجا گیا ہے جیسے یہ دو انگلیاں (ساتھ ساتھ) ہیں۔

تشریح الحدیث:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اس مثال کی وضاحت مقصود تھی کہ میری بعثت میں اور قیامت میں اتنا اتصال (قرب) ہے جتنا کہ ان دو انگلیوں میں ہے۔ جس طرح یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں (کلمہ شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی) اسی طرح میرا زمانہ نبوت اور قیامت ملے ہوئے ہیں۔ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کے بعد اور نبوت ہوتی تھی چونکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ قیامت ہے، میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 6532

يَعْرَقُ پسینہ آئے گا حَتّٰى یہاں تک يَذْهَبَ جائے گا عِرَقُهُمْ ان کا پسینہ اَلْاَرْضِ زمین سَبْعِيْنَ ستر ذِرَاعًا ہاتھ وَ اور يُلْجِمُهُمْ ان کو لگام دے گا حَتّٰى یہاں تک کہ يَبْلُغَ پہنچ جائے گا اٰذَانَهُمْ ان کے کانوں تک

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا جو زمین کے اندر ستر ہاتھ تک چلا جائے گا اور پسینہ ان کے لیے لگام بن جائے گا یہاں تک کہ یہ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں اس دن کی شدت اور ہولناکی کا ایک منظر بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن سورج بہت قریب ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا، لوگوں کو اتنا شدید پسینہ آئے گا جو زمین کے اندر ستر گز تک چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کی ہولناکی سے محفوظ فرمائے۔

دسویں فصل: جنت و جہنم

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 7157

يُنَادِي پکارے گا مُنَادٍ پکارنے والا إِنَّ بلاشبہ لَكُمْ تمہارے لئے أَنْ کہ تَصِحُّوا تم صحت مند رہو گے فَلَا تَسْقَمُوا پس تم بیمار نہیں ہو گے أَبَدًا ہمیشہ لَكُمْ تمہارے لیے أَنْ یہ کہ تَحْيَوْا تم زندہ رہو گے فَلَا تَمُوتُوا پس تم نہیں مرو گے أَبَدًا ہمیشہ أَنْ تَشِبُّوا تم جوان رہو گے فَلَا تَهْرَمُوا پس تم بوڑھے نہیں ہو گے أَنْ تَنْعَمُوا تم ناز و نعمت میں رہو گے فَلَا تَبْأَسُوا پس تمہیں تکلیف نہ ہو گی

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والا (جنت میں جنتیوں کو مخاطب کر کے) پکارے گا کہ یہاں تم ہمیشہ صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہ پڑو گے، تم ہمیشہ کے لیے زندہ رہو گے اور تم پر کبھی موت نہ آئے گی، تم ہمیشہ جوان رہو گے اور تم پر کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا اور تم یہاں ناز و نعمت میں رہو گے اور تمہیں کبھی کوئی تنگی اور تکلیف نہ ہو گی۔

تشریح الحدیث:

جس جگہ سکون ہی سکون ہو اسے "جنت" کہتے ہیں۔ ہمارے لیے دنیا میں رہتے ہوئے جنت کی نعمتوں کی حقیقت کو سمجھنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ البتہ ہمیں سمجھانے کے لیے ہمارے ذہن کے مطابق قرآن و احادیث میں جنت میں ملنے والے انعامات کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حدیثِ بالا میں فرمایا گیا ہے کہ اہلِ جنت کو جنت میں کسی قسم کی کوئی بھی تکلیف نہیں پہنچے گی، نہ وہاں بیماری ہو گی، نہ موت آئے گی اور نہ بڑھاپا آئے گا۔ عموماً یہ ایسی

چیزیں ہیں جن کے بارے میں انسان دنیا میں ڈرتا ہے لیکن جنت میں پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف بشارتیں سنا کر اہلِ جنت کو مطمئن کر دیا جائے گا۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُدِلَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا؟ قَالَ: لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، مِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ، وَحَصْبَاؤُهَا الْيَاقُوتُ وَاللُّؤْلُؤُ، وَتُرَابُهَا الزَّعْفَرَانُ، مَنْ يَدْخُلْهَا يَخْلُدُ فِيهَا يَنْعَمُ لَا يَبْؤُسُ، لَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ، وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ.

سنن الدارمی: رقم الحدیث 2821

بِنَاؤُهَا اس کی تعمیر لَبِنَةٌ ایک اینٹ مِنْ سے ذَهَبٍ سونا لَبِنَةٌ ایک اینٹ مِنْ سے فِضَّةٍ چاندی مِلَاطُهَا اس کا گارا اَلْمِسْكُ مشک اَلْاَذْفَرُ نہایت تیز مہک والا وَ اور حَصْبَاؤُهَا اس کے کنکر اَللُّؤْلُؤُ موتی اَلْيَاقُوْتُ یاقوت تُرْبَتُهَا اس کی مٹی اَلزَّعْفَرَانُ زعفران مَنْ جو شخص يَدْخُلْهَا وہ اس میں داخل ہو گا يَخْلُدُ وہ ہمیشہ رہے گا فِيهَا اس میں يَنْعَمُ وہ خوش حال رہے گا وَ اور لَا يَبْؤُسُ وہ بدحال نہیں ہو گا لَا يَفْنٰى ختم نہیں ہو گی شَبَابُهُمْ ان کی جوانی لَا تَبْلٰى پرانے نہیں ہوں گے ثِيَابُهُمْ ان کے کپڑے

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابومُدِلّہ رحمہ اللہ نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! جنت کی تعمیر کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی تعمیر اس طرح ہے کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور اس کا گارا تیز خوشبودار مشک ہے اور وہاں کے سنگریزے موتی اور یاقوت کے ہیں اور وہاں کی مٹی زعفران کی ہے۔ جو لوگ اس جنت میں داخل ہوں گے وہ ہمیشہ عیش اور سکون سے رہیں گے، کبھی بدحال نہیں ہوں گے (یعنی کوئی تنگی اور تکلیف ان کو نہ ہو گی) اور کبھی ان کے کپڑے پرانے اور خستہ نہ ہوں گے اور ان کی جوانی کبھی زائل نہیں ہو گی۔

تشریح الحدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں جنت کی تعمیر اور وہاں کے فرش اور وہاں کی مٹی کے متعلق جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اس کی اصلی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور ہمیں اس

کی اصلی کیفیت مشاہدے ہی سے معلوم ہو گی ان شاءاللہ۔

البتہ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ جنت کی تعمیر اس طرح نہیں ہوئی کہ کسی مستری، کاریگر، معمار اور مزدوروں نے اسے بنایا ہو جس طرح ہماری اس دنیا میں عمارتیں بنتی ہیں بلکہ جنت اور اس کی ہر چیز معماروں کے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنی ہے۔ جس طرح زمین و آسمان اور شمس و قمر وغیرہ سب براہ راست اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنے ہیں، جنت بھی اسی طرح معرضِ وجود میں آئی ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَّهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ، يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ، مَا يَرٰى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 517

إِنَّ بے شک أَهْوَنَ سب سے ہلکا أَهْلِ والا اَلنَّارِ آگ عَذَابًا سزا مَنْ وہ شخص لَهٗ اس کے لیے نَعْلَانِ دو جوتے وَ اور شِرَاكَانِ دو تسمے مِنْ سے نَارٍ آگ يَغْلِيْ کھولے گا مِنْهُمَا ان دونوں سے دِمَاغُهٗ اس کا دماغ كَمَا جس طرح يَغْلِيْ وہ کھولتا ہے اَلْمِرْجَلُ ہنڈیا مَا يَرٰى وہ خیال نہیں کرے گا أَنَّ بے شک أَحَدًا کوئی ایک أَشَدُّ زیادہ سخت مِنْهُ اس سے عَذَابًا سزا إِنَّهٗ بلاشبہ وہ لَاَهْوَنُهُمْ یقیناً ان میں سب سے ہلکا عَذَابًا عذاب

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہو گا جس کے جوتے اور (ان کے) تسمے آگ کے ہوں گے۔ ان کی گرمی سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولھے پر ہنڈیا کھولتی ہے۔ وہ یہ سمجھے گا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ سخت عذاب میں نہیں ہے حالانکہ وہ (جہنمیوں میں) سب سے ہلکے عذاب والا ہو گا۔

حدیث نمبر 4:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوا فَإِنْ لَمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا؛ فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَبْكُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى تَسِيْلَ دُمُوْعُهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ كَأَنَّهَا

جَدَاوِلُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ فَتَسِيْلَ الدِّمَاءُ. فَتُقَرِّحَ الْعُيُوْنَ. فَلَوْ أَنَّ سُفُنًا أُزْجِيَتْ فِيْهَا لَجَرَتْ.

مسند ابی یعلی الموصلی: رقم الحدیث 4134

اِبْكُوْا تم روؤ فَإِنْ پس اگر لَمْ تَبْكُوْا تم رو نہیں سکتے فَتَبَاكَوْا پس تم بتکلف رویا کرو / رونے جیسی شکل بنالو فَإِنَّ بے شک أَهْلَ والا اَلنَّارِ آگ يَبْكُوْنَ وہ روئیں گے فِيْ میں اَلنَّارِ آگ حَتّٰى یہاں تک کہ تَسِيْلَ بہیں گے دُمُوْعُهُمْ ان کے آنسو فِيْ میں وُجُوْهِهِمْ ان کے چہرے كَأَنَّهَا گویا کہ وہ جَدَاوِلُ چھوٹی نہریں حَتّٰى یہاں تک کہ تَنْقَطِعَ ختم ہو جائیں گے اَلدُّمُوْعُ آنسو فَتَسِيْلَ پس وہ بہے گا اَلدِّمَاءُ خون فَتُقَرِّحَ پس وہ زخمی کر دے گا اَلْعُيُوْنَ آنکھیں فَلَوْ پس اگر سُفُنًا کشتیاں أُزْجِيَتْ چلائی جائیں فِيْهَا اس میں لَجَرَتْ البتہ وہ چل سکیں

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! (اللہ کے عذاب کے خوف سے) خوب رویا کرو اور اگر تم یہ نہ کر سکو (تمہیں رونا نہ آئے) تو پھر (کم از کم) رونے کی شکل بنالو کیونکہ جہنمی دوزخ میں اتنا روئیں گے کہ ان کے چہروں پر ان کے آنسو ایسے بہیں گے گویا کہ وہ (بہتی ہوئی) نالیاں ہوں یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے اور پھر خون بہے گا اور پھر اس (خون بہنے) سے آنکھوں میں زخم پڑ جائیں گے اور (ان دوزخیوں کے ان آنسوؤں اور خون کی مجموعی مقدار اتنی ہو جائے گی کہ) اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو وہ بھی چل سکیں۔

تشریح الحدیث:

جس جگہ دکھ ہی دکھ ہو اور سکون نام کی کوئی چیز نہ ہو اسے "جہنم" کہتے ہیں۔ جس طرح "جنت" نعمتوں کی جگہ ہے اسی طرح "جہنم" مصائب و عذاب کی جگہ ہے۔ اس حدیث کا حاصل یہی ہے کہ دوزخ میں اتنا دکھ اور ایسا سخت عذاب ہو گا کہ رو رو کر آنکھوں کے آنسو ختم ہو جائیں گے۔ اس قدر مسلسل رونے کی وجہ سے ان آنکھوں میں زخم پڑ جائیں گے۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے ان دکھوں اور عذابوں کی وجہ سے رونے سے بچنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم یہاں دنیا میں اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں اور روئیں، اس لیے کہ دنیا میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے تھوڑا سا رو لینا بلکہ ہلکے سے آنسو بہا لینا؛ جہنم کے مسلسل رونے سے بچا لے گا۔

اَلتَّمْرِیْنُ الْاَوَّلُ

خالی جگہ پر کریں:

1۔عقیدہ ختم نبوت قرآن کریم کی........... آیات سے ثابت ہے۔

2۔عقیدہ ختم نبوت نبی اکرم ﷺ کی...........احادیث سے ثابت ہے۔

3۔اللہ تعالیٰ نے...........چیزیں عطا کر کے مجھے بقیہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی ہے۔

4۔اللَّبِنَۃُ کا معنی ہے...........۔

5۔جنت کے سنگریزے...........کے ہیں۔

6۔تقدیر کی...........قسمیں ہیں۔

7۔اہل جہنم میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہو گا جس کے........... آگ کے ہوں گے۔

8۔جنت کی تعمیر میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ...........کی ہے۔

9۔جنت کی مٹی...........کی ہے۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1۔اسلام کی بنیاد ستونوں پر قائم کی گئی ہے:

چار پانچ چھ

2۔میں آخری نبی ہوں میرے بعد پیدا نہیں ہو گا؛ کوئی:

ولی نبی عابد

3۔دجال کو قتل کریں گے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد ﷺ

4۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ اعزازات کی وجہ ہے:

نبوت ختم نبوت معراج

5۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا مدفن ہو گا:

جنت البقیع　　جنت المعلّٰی　　بیت المقدس

6۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان نبی اکرم ﷺ کی بیٹی کی اولاد سے ہوں گے:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا　　حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا　　حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

7۔ جس جگہ دکھ ہی دکھ ہو سکون نام کی کوئی چیز نہ ہو اسے کہتے ہیں:

دنیا　　محشر　　جہنم

8۔ یَطُوْفُوْنَ کا معنی ہے:

چکر لگانا　　کام مکمل کرنا　　نماز پڑھنا

9۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن ہو گا:

جنت البقیع　　جنت المعلّٰی　　روضہ رسول

مختصر جواب لکھیں:

1۔ عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم لکھیں۔

2۔ نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر حدیث مبارک سے دلیل لکھیں۔

3۔ حدیث میں ذکر کردہ نبی اکرم ﷺ کی چھ خصوصیات لکھیں۔

4۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر حدیث مبارک سے دلیل لکھیں۔

5۔ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے متعلق کوئی سے پانچ عقائد لکھیں۔

6۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو کس مقام پر قتل کریں گے؟

7۔ احادیث میں ذکر کردہ امام مہدی کی چند نشانیاں نقل کریں۔

8۔ حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں مذکور قیامت کی ہولناکی بیان کریں۔

9۔ تقدیر مبرم کا مفہوم واضح کریں۔

10۔ جہنم کے عذاب کی کیفیت تحریر کریں۔

اَلْبَابُ الثَّانِیْ: اَلْعِبَادَات

دوسرا باب: عبادات

اس باب میں پانچ فصول ہوں گی۔

اس باب میں آپ درج ذیل عنوانات کے متعلق احادیث پڑھیں گے!

1: توحید کا اقرار

2: نماز

3: روزہ

4: زکوٰۃ

5: حج

اس باب میں آپ سیکھیں گے!!!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ

2: احادیث کا بامحاورہ ترجمہ

3: تشریح الحدیث

4: ضروری فوائد

5: مشقی سوالات

پہلی فصل: توحید کا اقرار

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 2946

أُمِرْتُ مجھے حکم دیا گیا أَنْ أُقَاتِلَ یہ کہ میں قتال کروں يَقُوْلُوْا وہ کہیں عَصَمَ محفوظ کر لیا مِنِّيْ مجھ سے نَفْسَهُ اس کی جان بِحَقِّهِ اس کے حق کی وجہ سے حِسَابُهُ اس کا حساب عَلٰى پر اللهِ اللہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد جاری رکھوں جب تک کہ وہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" نہ پڑھ لیں۔ جس شخص نے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" پڑھ لیا اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو محفوظ کر لیا۔ مگر (جان یا مال کے) حق کے بدلے میں (یعنی اگر اس نے کسی کی جان لی یا مال لیا تو اس کی سزا دنیا میں اسے ملے گی) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

تشریح الحدیث:

ایمان کے لیے ضروری ہے کہ کلمہ طیبہ کی دل سے تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ زبان سے اقرار بھی کیا جائے۔ جو آدمی "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" کا اقرار کرلے گا تو دنیا میں اس کا جان اور مال محفوظ ہو جائے گا اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے نجات اور جنت میں دخول کا سبب ہو گا۔ نیز اس حدیث مبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے متعلق ایک نہایت اہم اصول بیان فرمایا ہے کہ جو آدمی کلمہ طیبہ پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دیگر عقائد اسلامیہ کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے طریقۂ زندگی (دینِ اسلام) کو اپنا دین بنالے تو اس کی جان و مال مسلمانوں کی طرف سے بالکل محفوظ ہو گی۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔

"إِلَّا بِحَقِّهِ" کا مطلب یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی ایسا جُرم کرتا ہے جس کی شریعت اسلامیہ

میں ممانعت ہے اور شریعت نے اس کی سزا مقرر کی ہے مثلاً چوری کرتا ہے، زنا کرلیتا ہے، کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دیتا ہے، کسی پر تہمت لگاتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اسلامی قانون کے مطابق اس کو سزا دی جائے گی۔

"وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ" کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا ہے تو ہم اس کو مؤمن اور مسلمان ہی سمجھیں گے اور اس کے ساتھ ایمان و اسلام ہی کا معاملہ کریں گے اور اس سے جہاد بھی نہیں کریں گے لیکن اگر وہ منافق ہے اور اس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا صرف دھوکہ دینے کے لیے کلمہ پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اس کو سزا دیں گے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً. ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً. ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 478

يُخْرَجُ نکالا جائے گا كَانَ وہ تھا فِيْ میں قَلْبِهِ اس کا دل مِنَ سے اَلْخَيْرِ بھلائی مَا وہ جو يَزِنُ برابر ہو گا شَعِيْرَةً جَو يَزِنُ برابر ہو جائے گا بُرَّةً گیہوں کا دانہ اَلْخَيْرِ بھلائی ذَرَّةً ذرہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنم سے وہ سب لوگ نکال دیے جائیں گے جنہوں نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا اور ان کے دل میں جَو کے دانے کے برابر خیر تھی۔ پھر وہ لوگ نکال دیے جائیں گے جنہوں نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا اور ان کے دل میں گندم کے دانے برابر خیر تھی اور اس کے بعد وہ لوگ بھی نکال دیے جائیں گے جنہوں نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر تھی۔

تشریح الحدیث:

گناہ گار مسلمانوں کو اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لیے جہنم میں بھیجا جائے گا۔ وہ جہنم میں رہیں گے یہاں تک کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ ہر ایسا آدمی جس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہو گی اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یاد رہے کہ یہاں خیر سے مراد کلمہ طیبہ کی گواہی دینا ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَةً. فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 153

بِضْعٌ کچھ سَبْعُوْنَ ستر سِتُّوْنَ ساٹھ شُعْبَةً شاخ فَأَفْضَلُهَا پس ان میں سب سے افضل قَوْلُ کہنا أَدْنَاهَا ان میں سب سے کم درجہ إِمَاطَةُ ہٹانا اَلْاَذٰی تکلیف دہ چیز اَلطَّرِيْقِ راستہ اَلْحَيَاءُ حیاء شُعْبَةٌ شاخ اَلْإِيْمَانِ ایمان

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ساٹھ یا ستر سے کچھ زائد شاخیں ہیں اور ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا کہنا ہے اور ان میں ادنیٰ درجہ راستے سے تکلیف دینے والی چیزوں کا ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔

تشریح الحدیث:

ایمان کی کئی شاخیں ہیں۔ سب سے اعلیٰ شعبہ اور شاخ توحید کی شہادت ہے کیونکہ عقیدہ توحید تمام عبادات کی بنیاد ہے اور سب سے کم درجہ راستے سے تکلیف پہنچانے والی چیزوں کو ہٹانا ہے۔ حدیث مبارک میں سب سے اعلیٰ درجہ اور ادنیٰ درجہ بیان فرمادیا گیا ہے۔ ان کے درمیان بھلائی اور خیر کی کئی اور چیزیں ہیں وہ سب ایمان کے شعبے اور اس کی شاخیں ہیں، خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے۔ یہاں "حیاء" کو ایمان کا ایک اہم شعبہ قرار دیا گیا ہے وجہ یہ ہے کہ حیا ہی تمام اچھائی کے کاموں کو سرانجام دینے اور برائی کے کاموں سے اجتناب کرنے کی بنیاد ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہو اس وقت کسی فرد میں حیا میں کوتاہی دیکھی ہو تو اسے تنبیہ فرمادی ہو۔

فائدہ نمبر 1: "بِضْعٌ" کا لفظ 3 سے 9 تک کے درمیان کسی غیر معین عدد کو بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔

فائدہ نمبر 2: حدیث مبارک میں ایمان کے شعبے بیان کرنے کے لیے ساٹھ، ستر یا ستر سے کچھ اوپر کا جو عدد استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد کثرت ہے۔ عرب کسی چیز میں مبالغے اور کثرت کے لیے ستر کا عدد بول دیتے ہیں۔

دوسری فصل: نماز

حدیث نمبر 1:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهِ، فَمَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَ سَجُوْدَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَهْدٌ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ، وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ.

المعجم الاوسط للطبرانی: رقم الحدیث 4658

خَمْسُ پانچ اِفْتَرَضَهُنَّ ان کو فرض کیا ہے أَحْسَنَ اچھا کیا وُضُوْءَهُنَّ ان کا وضوء صَلَّاهُنَّ ان کو پڑھا لِوَقْتِهِنَّ ان کے وقت میں أَتَمَّ اس نے پورا کیا رُكُوْعَهُنَّ ان کا رکوع سَجُوْدَهُنَّ ان کا سجدہ خُشُوْعَهُنَّ ان کا خشوع عَهْدٌ ذمہ داری / وعدہ يَّغْفِرَ وہ بخش دے گا لَمْ يَفْعَلْ نہیں کیا عَذَّبَهٗ اس کو عذاب دے دے

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کی ادائیگی کے لیے اچھی طرح وضو کیا اور مقررہ وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع سجود بھی صحیح طریقے سے کیا اور خشوع کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، اگر وہ چاہے تو اس کو سزا دے اور چاہے تو اس کو بخش دے۔

تشریح الحدیث:

جو آدمی اہتمام کے ساتھ نماز اچھی طرح خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرے گا تو یہ نماز اس کے لیے مغفرت کا سبب بنے گی۔ نماز کی برکت سے اس کو توبہ و استغفار کی توفیق بھی ملتی رہے گی۔ جو آدمی نماز کا اہتمام نہ کرے، کوتاہی کرے اور خشوع و خضوع کے ساتھ شرائط و آداب کا لحاظ نہ کرے تو ایسے آدمی کے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ جو فیصلہ چاہے گا فرمائے گا۔ چاہے تو ان کو سزا دے یا اپنی رحمت سے بخش دے۔

حدیث نمبر2:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ یَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ یَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ: یَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ: لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلَاةَ یُرِیْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَا فَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ.

مشکوٰۃ المصابیح: رقم الحدیث 576

خَرَجَ باہر تشریف لائے زَمَنَ زمانہ اَلشِّتَآء سردی اَلْوَرَقُ پتے یَتَهَافَتُ جھڑ رہے تھے فَاَخَذَ انہوں نے پکڑا بِغُصْنَیْنِ دو ٹہنیوں کو شَجَرَةٍ درخت فَجَعَلَ پس شروع ہوگئے ذٰلِكَ وہ یَتَهَافَتُ جھڑتے ہیں قُلْتُ میں نے کہا لَبَّیْكَ میں حاضر ہوں لَیُصَلِّی وہ پڑھتا ہے یُرِیْدُ وہ ارادہ کرتا ہے وَجْهَ رضامندی ذُنُوْبُهٗ اس کے گناہ

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم میں باہر تشریف لے گئے (خزاں کے موسم کی وجہ سے) درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخیں پکڑیں تو ان سے پتے اور زیادہ جھڑنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک مؤمن خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے (جسم سے) گناہ بھی ایسے ہی جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت سے یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعے بات سمجھائی ہے کہ نماز کی وجہ سے جسم سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سردی کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ حدیث مبارک میں مذکور خالصاً اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کسی کو دکھلانے یا کسی دوسری غرض و مقصد کے لیے نہ پڑھی جائے بلکہ محض اپنے پروردگار کی خوشنودی، فرمانبرداری اور اس کی رضا کی طلب کے لیے پڑھی جائے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟ قَالُوا: لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ: فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 528

أَرَأَيْتُمْ تمہارا کیا خیال ہے لَوْ اگر أَنَّ تحقیق نَهَرًا نہر بِبَابِ دروازے کے ساتھ أَحَدِكُمْ تم میں سے کوئی يَغْتَسِلُ وہ غسل کرتا ہے فِيهِ اس میں كُلَّ ہر / سب يَوْمٍ دن خَمْسًا پانچ مَا کیا تَقُولُ تو کہتا ہے ذٰلِكَ یہ يُبْقِي باقی رکھے گا مِنْ سے دَرَنِهِ اس کا میل کچیل قَالُوا انہوں نے کہا لَا يُبْقِي وہ باقی نہیں رکھے گا مِنْ سے دَرَنِهِ اس کا میل کچیل شَيْئًا کوئی چیز قَالَ فرمایا فَذٰلِكَ پس یہ مَثَلُ مثال اَلصَّلَوَاتِ نمازیں اَلْخَمْسِ پانچ يَمْحُو وہ مٹادیتا ہے اَللهُ اللہ بِهِ اس کی وجہ سے اَلْخَطَايَا خطا کی جمع، گناہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم بتاؤ کہ جس آدمی کے دروازے کے آگے پانی کی نہر چلتی ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں! میل بالکل باقی نہیں بچے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچوں نمازوں کی مثال ایسے ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام (صغیرہ) گناہوں کو ان نمازوں کے سبب سے مٹادیتا ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حسی مثال کے ذریعے بات سمجھائی ہے کہ جس طرح کوئی میلا کچیلا انسان دریا کی موجوں میں پاک و صاف ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کے انوار کی موجیں بھی اس نمازی آدمی کی ساری میل کچیل یعنی گناہوں کو صاف کر دیتی ہیں۔ جب دن میں پانچ مرتبہ یہ عمل کیا جائے تو ظاہر ہے کہ میل کچیل کا نام و نشان بھی نہ رہ سکے گا اسی طرح پانچ وقت نماز پڑھنے والے شخص کے گناہ بھی باقی نہیں رہیں گے۔

تیسری فصل: زکوٰۃ

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 664

لَتُطْفِئُ البتہ بجھادیتا ہے غَضَبَ ناراضی / غصہ اَلرَّبِّ پروردگار تَدْفَعُ دور کرتا ہے مِيْتَةَ موت اَلسُّوْءِ بری

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

تشریح الحدیث:

جس طرح دنیا کی مادی چیزوں، جڑی بوٹیوں اور ادویہ کے خواص اور اثرات ہوتے ہیں جنہیں ڈاکٹر، اطباء اور حکماء بتاتے ہیں اسی طرح انسانوں کے اچھے برے اعمال اور اخلاق کے بھی خواص اور اثرات ہوتے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام بتاتے ہیں۔ تو اس حدیث میں صدقہ کی دو خاصیتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اگر کوئی آدمی کسی بڑی لغزش اور گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا مستحق بن چکا ہوتا ہے تو صدقہ کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس سے یہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کا مستحق بن جاتا ہے۔ دوسری خاصیت یہ ہے کہ صدقہ بری موت سے آدمی کو بچاتا ہے یعنی صدقہ کی برکت سے آدمی کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ رَجُلًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 2029

مَا نَقَصَتْ کم نہیں کرتا مَا زَادَ نہیں بڑھاتا عِزًّا عزت مَا تَوَاضَعَ عاجزی اختیار نہیں کرتا رَفَعَهُ اس کو بلند کر دیا

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی اور معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت میں اضافہ ہی فرماتے ہیں اور جو بندہ اللہ کے لیے عاجزی اور انکساری اختیار کرے؛ اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی بخشیں گے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں تین باتوں کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے:

1: عام طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ صدقہ کرنے سے مال کم ہوتا ہے تو اس حدیث میں اس بات کی نفی کی گئی ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ صدقہ سے مال میں اضافہ ہوتا ہے نہ کہ کمی۔

2: لوگوں کو معاف کرنے اور درگزر کرنے سے آدمی کی عزت کم نہیں ہوتی بلکہ اور بڑھتی ہے۔

3: تواضع سے انسان کی شان وشوکت کم نہیں ہوتی بلکہ متواضع شخص کو اللہ تعالیٰ ترقی ورفعت سے نوازتا ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ رَحِمَهُ اللهُ حَدَّثَنِيْ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَتُهُ.

مسند احمد: رقم الحدیث 17966

إِنَّ بلاشبہ ظِلَّ سایہ اَلْمُؤْمِنِ ایمان والا يَوْمَ دن اَلْقِيَامَةِ قیامت صَدَقَتُهُ اس کا صدقہ

ترجمہ: حضرت مرثد بن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے کہ قیامت کے دن مؤمن پر اس کے صدقہ کا سایہ ہوگا۔

تشریح الحدیث:

احادیث میں بہت سے اعمال صالحہ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن یہ اعمال سایہ کا ذریعہ بنیں گے۔ ان اعمال میں ایک عمل صدقہ کا ہے جس کی ایک خصوصیت اس حدیث مبارک میں بیان کی گئی ہے کہ قیامت میں صدقہ کرنے والے کے لیے اس کا صدقہ سائبان بن جائے گا جو اس دن کی تپش اور گرمی سے اس کو بچائے گا۔

چوتھی فصل: روزہ

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِأَمْرٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهِ قَالَ: عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ.

سنن النسائی: رقم الحدیث 2223

مُرْنِي آپ مجھے حکم دیں بِأَمْرٍ کسی کام کا يَنْفَعُنِي جو مجھے فائدہ دے اَللهُ اللہ بِهٖ اس کے ذریعے قَالَ فرمایا عَلَيْكَ لازم پکڑو بِالصِّيَامِ روزوں کو فَإِنَّهُ بلاشبہ وہ / اس لیے کہ لَا نہیں مِثْلَ مثال لَهُ اس کی

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ رکھا کرو کیونکہ اس کی مثل کوئی بھی عمل نہیں ہے۔

تشریح الحدیث:

ہر عمل کی کوئی نہ کوئی خصوصیت ہوتی ہے۔ تو ان امتیازی خصوصیات کی بنیاد پر ہر ایک عمل کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس عبادت کی مثل کوئی عمل نہیں ہے۔ مثلاً نفس کو مغلوب کرنے اور اس کی خواہشوں کو دبانے کے لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ کوئی دوسرا عمل روزہ کی طرح نہیں ہے۔ روزہ کے حوالے سے یہی بات اس حدیث مبارک میں بیان کی گئی ہے۔ نیز یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ بعض احادیث میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے جو مخصوص اعمال بیان کیے گئے ہیں وہ ان کے خاص احوال کی بنیاد پر ہیں تو اس رو سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے خاص حالات میں ان کے لیے زیادہ نفع مند روزہ ہی تھا۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسی کا حکم فرمایا۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ

مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ، لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 723

أَفْطَرَ روزہ نہ رکھا يَوْمًا ایک دن غَيْرِ بغیر رُخْصَةٍ رخصت وَ اور لَا نہیں مَرَضٍ بیماری لَمْ يَقْضِ بدل نہیں ہو سکتا عَنْهُ اس سے صَوْمُ روزہ رکھنا اَلدَّهْرِ زمانہ كُلِّهِ اس کا مکمل وَإِنْ اگرچہ صَامَهُ وہ روزے رکھے

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے شرعی رخصت یا بیماری جیسے کسی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو اگر وہ آدمی اس (رمضان) کے بدلے عمر بھر بھی روزے رکھتا رہے تو اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔

تشریح الحدیث:

رمضان المبارک میں کی جانے والی عبادات کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ خصوصاً روزہ جو کہ اس مہینے کی خاص عبادت ہے، اگر کسی آدمی نے شرعی عذر مثلاً بیماری اور سفر وغیرہ کے بغیر رمضان کا ایک روزہ جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو رمضان المبارک کی خاص برکتوں اور رحمتوں سے جو محرومی ہوئی ہے؛ عمر بھر نفلی روزے رکھنے سے بھی اس محرومی کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔ اگرچہ شرعی اعتبار سے ایک روزے کی قضا ایک ہی دن کا روزہ رکھنا ہے، وہ رکھنے سے روزہ چھوڑنے کا گناہ تو ختم ہو جائے گا لیکن اس سے وہ ثواب ہرگز حاصل نہیں ہو سکے گا جو ثواب جان بوجھ کر روزہ چھوڑنے کی وجہ سے ختم ہوا ہے۔

لیکن اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہیں سمجھنا چاہیے کہ اس روزہ کی قضا نہ کرے بلکہ قضا کرنا ضروری ہے۔ قضا کرنے سے ذمہ میں جو گناہ ہے وہ ختم ہو جائے گا البتہ جو ثواب رمضان المبارک کا ہے، وہ نہیں ملے گا۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

سنن نسائی: رقم الحدیث 2204

إِيْمَانًا ایمان وَ اورإِحْتِسَابًا ثواب کی نیت سے رکھنا غُفِرَ اسے بخش دیا گیا تَقَدَّمَ اس نے پہلے کیا ذَنْبِهٖ اس کا گناہ وَ اور مَنْ جو شخص قَامَ اس نے قیام کیا شَهْرَ رَمَضَانَ رمضان کا مہینہ إِيْمَانًا ایمان وَ اور إِحْتِسَابًا ثواب کی نیت سے غُفِرَ اسے بخش دیا گیا تَقَدَّمَ اس نے پہلے کیا ذَنْبِهٖ اس کا گناہ وَ اور مَنْ جو شخص قَامَ اس نے قیام کیا لَيْلَةَ الْقَدْرِ شب قدر إِيْمَانًا ایمان إِحْتِسَابًا ثواب کی نیت سے غُفِرَ اسے بخش دیا گیا مَا جو تَقَدَّمَ اس نے پہلے کیا مِنْ سے ذَنْبِهٖ اس کا گناہ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے ماہِ رمضان کی راتوں میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی) اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جس نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے بھی پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں دو لفظ ذکر کیے گئے ہیں: ایمان اور احتساب۔ "ایمان" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کی قبولیت کی بنیاد عقیدہ کا درست ہونا ہے۔ اور "احتساب" کا مطلب یہ ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس پر اجر و ثواب کی امید ہو، کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد نہ ہو مثلاً ریا، دکھلاوا اور تکبر وغیرہ۔

لہذا یہی ایمان و احتساب ہمارے اعمال کی جان اور روح ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو پھر بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان اور کھوکھلے ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوں گے۔ تو اس حدیث میں رمضان کے روزوں اور اس کی راتوں کے قیام اور خصوصیت سے شب قدر کی عبادت کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا یقینی وسیلہ بتایا گیا ہے بشرطیکہ یہ روزے، راتوں کا قیام اور نوافل ایمان و احتساب کے ساتھ ہوں۔

فائدہ:

یہ اور اس جیسی دیگر احادیث مبارکہ میں جن گناہوں کی معافی کا ذکر کیا گیا ہے ان سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ شرط ہے۔

پانچویں فصل: حج

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ غَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِيْ طَرِيْقِهِ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ الْغَازِيْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

شعب الایمان للبیھقی: رقم الحدیث 4100

مَنْ جو شخص خَرَجَ نکلا حَاجًّا حج کرنے والا أَوْ یا مُعْتَمِرًا عمرہ کرنے والا أَوْ یا غَازِيًا جہاد کے لیے نکلنے والا ثُمَّ پھر مَاتَ وہ مر گیا فِيْ میں طَرِيْقِهِ اس کا راستہ كَتَبَ اس نے لکھ دیا اللهُ اللہ لَهٗ اس کے لیے أَجْرَ ثواب / بدلہ اَلْغَازِيْ جہاد سے واپس لوٹنے والا وَ اور اَلْحَاجِّ حج کرنے والا اَلْمُعْتَمِرِ عمرہ کرنے والا اِلٰى تک يَوْمِ دن اَلْقِيَامَةِ قیامت

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی حج یا عمرہ کی نیت سے یا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کے لیے نکلا پھر راستہ ہی میں اس کو موت آگئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے قیامت تک وہی اجر و ثواب لکھا جاتا رہے گا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے اور حج و عمرہ کرنے کے لیے مقرر ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا کوئی کام کرنے کے لیے گھر سے نکلے جیسے حج، عمرہ، جہاد، تبلیغِ دین اور طلبِ علم وغیرہ اور اس عمل میں آنے سے پہلے یا مکمل کرنے سے پہلے راستہ ہی میں اس کو موت آجائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس عمل کا پورا اجر اس آدمی کے لیے لکھا جاتا ہے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا اعلان قرآن مجید میں بھی فرمایا ہے:

وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

النساء: 100

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا، اسے زمین میں بہت جگہ اور رزق میں بڑی فراخی ملے گی۔ اور جو شخص گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر رستے میں ہی اسے موت آ جائے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے واجب ہو چکا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ أُمُّهُ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1521

سَمِعْتُ میں نے سنا مَنْ جو شخص حَجَّ اس نے حج کیا لِ کے لیے اَللّٰهُ اللہ فَلَمْ يَرْفُثْ اس نے فحش بات نہیں کی وَ اور لَمْ يَفْسُقْ اس نے گناہ نہیں کیا رَجَعَ وہ لوٹا كَيَوْمٍ اس دن کی طرح وَلَدَتْهُ اس کو اس نے جنا أُمُّهُ اس کی ماں

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج کیا اور اس (حج) میں نہ تو کسی شہوت انگیز اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ (گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر) واپس لوٹے گا جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں ایسے حاجی کو بشارت سنائی گئی ہے کہ جو حج کرے اور حج کے دنوں میں شہوت کی باتیں نہ کرے اور نہ ہی کوئی ایسا عمل کرے جو فسق و فجور کی حد میں آتا ہو تو حج کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیں گے اور وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر ایسے واپس لوٹے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن بے گناہ تھا۔ حج میں فسق و فجور سے رکنے اور شہوت کی باتیں نہ کرنے کا حکم قرآن کریم میں بھی ہے:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

البقرۃ: 197

ترجمہ: حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں، تو جو شخص ان مہینوں میں حج کو اپنے ذمہ لازم کر لے تو حج کے دوران کوئی فحش بات، گناہ اور جھگڑا نہ کرے۔ اور تم جو بھی نیکی کرو گے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اور اپنے ساتھ زادِ راہ لے لیا کرو اور بہترین زادِ راہ؛ تقویٰ ہے! اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرتے رہو۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: اَلْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ، إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ، وَإِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 2892

اَلْحَاجُّ حج کرنے والے اَلْعُمَّارُ عمرہ کرنے والے وَفْدُ مہمان اَللهِ اللہ إِنْ اگر دَعَوْهُ وہ دعا کریں أَجَابَهُمْ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتے ہیں وَ اور إِنِ اگر اِسْتَغْفَرُوْهُ انہوں نے اس سے معافی چاہی غَفَرَ اس نے بخش دیا لَهُمْ ان کو

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرمائیں گے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرمائے گا۔

تشریح الحدیث:

چونکہ اس حدیث مبارک سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ حج اور عمرہ کرنے والے کی دعا کو قبول فرماتے ہیں تو حجاج اور معتمرین کو اپنے لیے اور پوری امت کے لیے دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نیز حجاج اور عمرہ کرنے والوں سے دعا کی درخواست کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے کیونکہ ان کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اَلتَّمْرِیْنُ الثَّانِیْ

خالی جگہ پر کریں:

1۔ایمان کی...........سے کچھ زائد شاخیں ہیں۔

2۔قیامت کے دن مؤمن پر اس کے...........کا سایہ ہو گا۔

3۔ایمان کا ادنیٰ درجہ...........والی چیزوں کا ہٹانا ہے۔

4۔اللہ تعالیٰ نے...........نمازیں فرض کی ہیں۔

5۔صدقہ سے مال میں...........نہیں آتی۔

6۔معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ آدمی کی...........میں اضافہ فرمادیتے ہیں۔

7۔حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے...........ہیں۔

8۔...........رکھا کرو کیونکہ اس کی مثل کوئی بھی عمل نہیں ہے۔

9۔صدقہ کی برکت سے انسان کا خاتمہ...........پر ہوتا ہے۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1۔بِضْعٌ کا لفظ بولا جاتا ہے:

1سے10تک	3سے9تک	10سے30تک

2۔اہل عرب کسی چیز میں کثرت بتلانے کے لیے عدد بولتے ہیں:

10	50	70

3۔ظِلٌّ کا معنی ہے:

سایہ	دھوپ	شفقت

4۔نماز کی وجہ سے جسم سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درختوں کے پتے جھڑتے ہیں اس موسم میں:

بہار	خزاں	سردی

5۔ نفس کو مغلوب اور مقہور کرنے اور اس کی خواہشوں کو دبانے کے لحاظ سے بہتر عمل ہے:

نماز روزہ زکوۃ

6۔اس مہینے کے روزے رکھنے پر گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں:

محرم ذوالحجہ رمضان

7۔ لَمۡ یَرۡفُثۡ کا معنی ہے:

فحش بات نہیں کی زنا نہیں کیا جھگڑا نہیں کیا

8۔ اَلدَّھۡرِ کا معنی ہے:

مہینہ سال زمانہ

9۔اس عمل پر اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں:

برابری کا معاملہ کرنا معاف کرنا بدلہ لینا

مختصر جواب لکھیں:

1۔ نماز کی فضیلت پر ایک حدیث بیان کریں۔

2۔ایمان کی کوئی سی تین شاخیں نقل کریں۔

3۔روزہ کی فضیلت پر ایک حدیث بیان کریں۔

4۔حدیث میں مذکور ’’ وَ حِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ ‘‘کا مطلب کیا ہے؟

5۔حج کی فضیلت پر ایک حدیث بیان کریں۔

6۔حدیث میں مذکور ’’إِلَّا بِحَقِّهٖ ‘‘کا بے غبار مفہوم کیا ہے؟

7۔زکوۃ کی فضیلت پر ایک حدیث بیان کریں۔

8۔حدیث میں مذکور ’’ایمان و احتساب ‘‘کا مطلب کیا ہے؟

9۔ صدقہ کے دو فوائد تحریر کریں۔

10۔ باجماعت نماز کی فضیلت پر حدیث تحریر کریں۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ: اَلْاَخْلَاقِیَّات

تیسرا باب: اخلاقیات

اس باب میں دس فصول ہوں گی۔

اس باب میں آپ درج ذیل عنوانات کے متعلق احادیث پڑھیں گے!

خوش خلق	سخاوت	حیاء	تواضع
صبر	شکر	امانت	صدق
زہد	توکل		

اس باب میں آپ سیکھیں گے!!!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ!

2: احادیث کا با محاورہ ترجمہ!

3: تشریح الحدیث!

4: ضروری فوائد!

5: مشقی سوالات!

پہلی فصل: خوش خلقی

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ، صَائِمِ النَّهَارِ.

مسند احمد: رقم الحدیث 24236

يُدْرِكُ پالیتا ہے بِحُسْنِ خُلُقِهِ اس کے اچھے اخلاق دَرَجَاتِ مرتبے قَائِمِ کھڑا ہونے والا صَائِمِ روزہ دار

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ فرماتے ہیں کہ مؤمن آدمی اچھے اخلاق کی وجہ سے اُن لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھتے ہوں اور دن کو روزہ رکھتے ہوں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں خوش اخلاقی کی اہمیت و فضیلت کو بیان کیا گیا ہے کہ آدمی سچا مؤمن ہو اور ساتھ ساتھ حسنِ اخلاق کی دولت سے بھی متصف ہو۔ یہ آدمی اگرچہ صرف فرائض و سنن پر اکتفا کرنے والا ہو: نہ رات کو زیادہ نوافل کا اہتمام کرتا ہو اور نہ دن کو نفلی روزے رکھتا ہو تب بھی اپنے حسنِ اخلاق کی وجہ سے ان عبادت گذاروں کے درجہ تک پہنچ جائے گا جو راتوں کو نوافل پڑھنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے ہوں۔ جو لوگ راتوں کو نوافل کا اہتمام کرتے ہوں اور دن کو روزہ رکھتے ہوں اور حسنِ اخلاق سے بھی مزین ہوں تو ان کی تو اپنی ہی شان ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ.

مصنف ابن ابی شیبہ: رقم الحدیث 32433

بُعِثْتُ مجھے بھیجا گیا لِأُتَمِّمَ تاکہ میں تکمیل کروں صَالِحَ الْأَخْلَاقِ اچھے اخلاق / اچھی صفات و عادات

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے (مرسلاً) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اس لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں تاکہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ نبوت کی بعثت کے خاص مقاصد میں سے ایک اہم مقصد؛ اخلاق کی اصلاح و درستی اور مکارم اخلاق کی تکمیل ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہی ارشاد فرمایا گیا ہے:

كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ

البقرۃ:151

ترجمہ: جیسا کہ (بطورِ نعمت) ہم نے تمہارے درمیان ایک رسول بھیجا جو تم میں سے ہے، جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے، تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا.

صحیح ابن حبان: رقم الحدیث 479

أَكْمَلُ سب سے زیادہ کامل اَلْمُؤْمِنِيْنَ ایمان لانے والے أَحْسَنُهُمْ ان میں سب سے اچھا خُلُقًا عادت

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہلِ ایمان میں ایمان کے لحاظ سے زیادہ کامل لوگ وہ ہیں جو ان میں سے اخلاق کے اعتبار سے سب سے زیادہ اچھے ہیں۔

تشریح الحدیث:

جس کے اخلاق اچھے ہوں گے اُس کا ایمان بھی کامل ہو گا۔ معلوم ہوا کہ اخلاقیات کا تعلق بھی دین بلکہ کمالِ دین سے ہے۔ یعنی جس کا ایمان کامل ہو گا اُس کے اخلاق بھی بہت اچھے ہوں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ تمام اعمال کی بنیاد ایمان ہے، ایمان کے بغیر اخلاق کا کوئی اعتبار نہیں۔ لہٰذا اگر کسی شخص یا قوم میں اللہ اور اس کے آخری رسول ﷺ پر ایمان لائے بغیر صِرف اخلاق نظر آئیں تو وہ حقیقی اخلاق نہیں بلکہ اخلاق کی صورت ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اس لیے ایسی اقوام کو مؤمنین سے افضل سمجھنا بالکل غلط ہے۔

دوسری فصل: سخاوت

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا.

کنز العُمَّال فی سنن الاقوال والافعال: رقم الحدیث 4710

لَا يَجْتَمِعُ جمع نہیں ہوتا اَلشُّحُّ بخل اَلْإِيْمَانُ ایمان فِيْ میں قَلْبِ دل عَبْدٍ بندہ اَبَدًا ہمیشہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخل اور ایمان کبھی بھی ایک آدمی کے دل میں جمع نہیں ہوسکتے۔

تشریح الحدیث:

احادیثِ مبارکہ میں سخاوت کی اہمیت اور بخل کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ ایک مومن کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ بخیل ہو، بلکہ مومن کی شان تو یہ ہے کہ اس میں سخاوت ہونی چاہیے اس لیے کہ ایمان ایک نور ہے، جو شخص مؤمن ہوگا اس میں نورانی صفات ہوں گی۔ ان صفات میں سے ایک صفت سخاوت بھی ہے۔ جس دل میں حقیقی ایمان ہوگا اس میں بخل نہیں آسکتا اور جس آدمی میں بخل ہو تو اس میں ایمان کا کامل نور نہیں ہے۔ یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا کامل یقین ہے اس دل میں بخل اور کنجوسی جیسی رذیل خصائل کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی۔ اس حدیث مبارک سے یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ جو بخیل ہے وہ ایمان (اسلام) سے نکل چکا ہے بلکہ وہ مؤمن ہی ہوگا، البتہ ایمان کا جو کمال (انوارات و ثمرات) ہے وہ اسے نصیب نہیں ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ، وَلَا بَخِيلٌ، وَلَا مَنَّانٌ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 1963

لَا يَدْخُلُ وہ داخل نہیں ہو گا اَلْجَنَّةَ جنت خَبٌّ دھوکہ بازوَ اور لَا نہیں بَخِيْلٌ بخل کرنے والا لَا نہیں مَنَّانٌ احسان جتلانے والا

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا شخص (ابتداءً) جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

تشریح الحدیث:

کچھ برے خصائل و عادات ایسے ہیں جو ابتداء جنت میں داخل ہونے میں رکاوٹ بننے والے ہیں۔ تو اس حدیث مبارک میں اس طرح کے تین خصائل رذیلہ کو بیان کیا گیا ہے:

1: دھوکہ بازی 2: بخل (کنجوسی) 3: احسان جتلانا

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ یہ جرائم اس حد تک قبیح ہیں کہ ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ آدمی بالکل جنت میں ہی نہ جائے لیکن چونکہ مسلمان ہے اس لیے اولاً تو جنت میں نہیں جائے گا۔ البتہ ان بری عادات کی سزا بھگتنے کے بعد پاک صاف ہو کر جنت میں چلا جائے گا۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 4684

قَالَ فرمایا اَللّٰهُ اللہ أَنْفِقْ تو خرچ کر أُنْفِقْ میں خرچ کروں گا عَلَيْكَ تجھ پر

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ارشاد ہے کہ تم (دوسروں پر) خرچ کرتے رہو میں تمہیں عطا کرتا رہوں گا۔

تشریح الحدیث:

جو لوگ اپنی کمائی اور محنت سے حاصل شدہ مال غرباء، فقراء، مساکین اور دوسرے ضرورت مندوں پر خرچ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ غیب سے اُن کو عطا فرماتا ہے اور کئی گنا بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو خرچ کرنے والا بنائیں۔ آمین یارب العلمین۔

تیسری فصل: حیا

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 4181

لِكُلِّ ہر ایک دِينٍ دین خُلُقًا وصف / عادت وَ اور خُلُقُ وصف / عادت اَلْإِسْلَامِ اسلام اَلْحَيَاءُ حیا

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دین کا کوئی نہ کوئی امتیازی وصف ہوتا ہے اور دین اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔

تشریح الحدیث:

"حیا" ایک باطنی کیفیت کا نام ہے جو کہ "خُلق" ہے اور "غضِ بصر" آنکھوں کو جھکانا اس کا نتیجہ ہے۔ ہر دین اور ہر شریعت میں اخلاقیات میں سے کسی خاص پہلو پر نسبتاً زیادہ زور دیا جاتا ہے اور انسانی زندگی میں اس پر عمل پیرا ہونے کی یا اس سے خود کو متصف کرنے کی زیادہ ترغیب دی جاتی ہے۔ اسلام میں حیا پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کیونکہ حیا ہی وہ وصف ہے جس کی وجہ سے انسان اچھے کاموں پر عمل پیرا ہوتا ہے اور برے کاموں سے بچتا ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيْمَانَ قُرِنَا جَمِيْعًا، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ.

مصنف ابن ابی شیبہ: رقم الحدیث 25859

قُرِنَا ان دونوں کو ملا دیا گیا جَمِيعًا اکٹھا رُفِعَ اٹھا لیا جائے أَحَدُهُمَا ان دونوں میں سے ایک اَلْآخَرُ دوسرا

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: حیاء اور ایمان یہ دونوں ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں۔ جب ان دونوں (حیاء اور ایمان) میں سے کوئی ایک اُٹھا لیا

جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

تشریح الحدیث:

حیاء چونکہ ایمان کی شاخ ہے اس لیے ایمان اور حیاء میں ایسا گہرا تعلق ہے کہ اگر کسی آدمی یا کسی قوم میں ان دونوں میں سے ایک کو اٹھا لیا جائے تو دوسرا بھی خود بخود اٹھ جائے گا۔ وہ لوگ اس حدیث پر غور فرمائیں جو ہمارے معاشرہ میں مختلف عنوانات سے بے حیائی اور فحاشی کو رواج دے رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ ایمان کی دولت سے محروم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ، وَالْإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 2009

اَلْحَيَاءُ حیاء مِنْ سے اَلْإِيْمَانِ ایمان وَ اور اَلْإِيْمَانُ ایمان فِي میں اَلْجَنَّةِ جنت وَ اور اَلْبَذَاءُ فحش گو / بد کلام مِنَ سے اَلْجَفَاءِ بدی وَ اور اَلْجَفَاءُ بدی فِي میں اَلنَّارِ آگ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے اور ایمان جنت کی طرف لے جاتا ہے اور بے حیائی برائی کی ایک شاخ ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں ”اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ“ فرمایا گیا ہے۔ بظاہر اس کا مطلب یہی ہے کہ شرم و حیاء ایمان کی خاص شاخ ہے۔ جس طرح ایک درخت کی کئی شاخیں ہوتی ہیں اسی طرح ایمان ایک درخت ہے اور مختلف اعمال اس کی شاخیں ہیں۔ تو حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ معلوم ہوا کہ حیاء اور ایمان میں ایک خاص نسبت اور خاص رشتہ ہے۔ جبکہ اس کے مد مقابل بے حیائی اور بے شرمی کا تعلق برائی سے ہے اور برائی جہنم میں لے جانے کا سبب بنتی ہے۔

چوتھی فصل: تواضع

حدیث نمبر 1:

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَبْغِيْ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرُ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ.

سنن ابی داود: رقم الحدیث 4895

اِنَّ بے شک اللهَ اللہ تعالیٰ نے أَوْحٰى وحی کی إِلَيَّ میری طرف أَنْ یہ کہ تَوَاضَعُوْا تم تواضع اختیار کرو حَتّٰى یہاں تک کہ لَا يَبْغِيْ ظلم نہ کرے أَحَدٌ کوئی ایک عَلٰى پر أَحَدٍ کوئی ایک وَ اور لَا يَفْخَرُ فخر نہ کرے أَحَدٌ کوئی ایک

ترجمہ: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو، اس طور پر کہ کوئی کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی کے مقابلہ میں فخر کرے۔

تشریح الحدیث:

تواضع اخلاق حمیدہ میں سے ہے اور تکبر اخلاق رذیلہ میں سے ہے۔ قرآن وحدیث میں تواضع اختیار کرنے کی اور تکبر سے بچنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان بندہ ہے اور بندہ کا حسن و کمال یہی ہے کہ اُس کے ہر ہر عمل سے بندگی ظاہر ہو اور تواضع اور عاجزی اسی صفتِ عبدیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے برعکس تکبر کبریائی کی علامت ہے اور وہ شان بندگی کے بالکل خلاف ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ: وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 296

ثَلَاثَةٌ تین لَا يُكَلِّمُهُمُ ان سے کلام نہیں کرے گا اَللّٰهُ اللہ يَوْمَ دن اَلْقِيَامَةِ قیامت وَ اور لَا يُزَكِّيهِمْ وہ ان کا تزکیہ نہیں کرے گا وَ اور لَا يَنْظُرُ وہ نہیں دیکھے گا إِلَيْهِمْ ان کی طرف وَ اور لَهُمْ ان کے لیے عَذَابٌ سزا أَلِيمٌ دردناک شَيْخٌ بوڑھا زَانٍ بدکاری کرنے والا مَلِكٌ بادشاہ كَذَّابٌ بہت جھوٹ بولنے والا عَائِلٌ تنگدست مُسْتَكْبِرٌ بڑاپن دکھانے والا

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور ان کو پاک نہیں کرے گا۔ حضرت ابومعاویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت بھی نہیں کرے گا اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے، ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا حکمران اور تیسرا غریب متکبر۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں تین قسم کے مجرموں کے حق میں فرمایا گیا ہے کہ ان بدبختوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم کلام نہیں ہوں گے اور یہ لوگ رب کریم کی نظر کرم سے بھی محروم رہیں گے۔

وہ لوگ درج ذیل ہیں:

1: بوڑھا زانی

2: جھوٹا حکمران

3: غریب متکبر

زنا جرم ہی ہے لیکن اس جرم کی شناعت بوڑھے کے حق میں بڑھ جاتی ہے اس لیے کہ جوانی میں اگر کوئی شخص زنا کرے تو اس کا یہ گناہ کبیرہ ہونے کے باوجود قابلِ معافی ہو سکتا ہے کیوں کہ جوانی کی حالت میں شہوت سے مغلوب ہونا ایک فطری کمزوری ہے لیکن بڑھاپے میں جب قوتیں جواب دے رہی ہوتی ہیں تو اس وقت یہ جرم کرنا حد درجے کی خباثت کی دلیل ہے۔

ہر آدمی کے لیے جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے لیکن ایک صاحبِ اقتدار حکمران جو صاحب اقتدار ہے اگر وہ بھی جھوٹ بولتا ہے تو اس کے لیے یہ قباحت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ عام آدمی کا جھوٹ بولنا کسی کے ڈر سے ہوتا ہے

لیکن حکمران؛ جو خود صاحب اقتدار ہے، جسے کسی کا خوف و خطرہ نہیں ہوتا؛ وہ بھی جھوٹ کا سہارا لیتا ہے تو یہ عام بندے سے زیادہ قبیح فعل کا مرتکب ہوگا۔

ایسے ہی اگر کوئی دولت مند تکبر کرے تو انسانی فطرت کے لحاظ سے کچھ زیادہ بعید نہیں ہے اگرچہ یہ بھی گناہ ہے لیکن ایک غریب آدمی تکبر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہت زیادہ برا ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 267

لَا يَدْخُلُ وہ داخل نہیں ہوگا اَلْجَنَّةَ جنت فِيْ میں قَلْبِهٖ اس کا دل مِثْقَالُ برابر ذَرَّةٍ ذرہ كِبْرٍ بڑائی / تکبر

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس (آدمی) کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ (ابتداءً) جنت میں نہیں جائے گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں تکبر کی سزا کو بیان کیا گیا ہے۔ جو انسان دوسرے انسانوں کے ساتھ غرور و تکبر کا رویہ رکھتا ہے تو گویا وہ عبدیت (بندگی) کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے برابر بننا چاہتا ہے کیونکہ بڑائی تو صرف اللہ کی ذات کے لیے ہے۔ لہٰذا اس کا یہ جرم نہایت ہی سنگین ہے۔

حدیث مبارک کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ایسا آدمی اپنی اس رذیل خصلت کی وجہ سے ابتداءً جنت میں نہ جا سکے گا بلکہ پہلے اسے جہنم میں ڈالا جائے گا تاکہ اس کا غرور و تکبر آگ میں جلا کر نکالا جائے۔ غرور کی گندگی سے اس کو پاک وصاف کرنے کے بعد ہی اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

یہاں اس بات کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ "جنت میں داخل نہیں ہوگا" سے مراد ہے کہ یہ شخص شروع میں داخل نہیں ہوگا۔ البتہ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ وہ مسلمان ہے اور مسلمان دائمی طور پر جہنم میں نہیں رہے گا۔

پانچویں فصل: صبر

حدیث نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيْبَةٍ بِمَالِهِ اَوْ فِيْ نَفْسِهٖ وَكَتَمَهَا وَلَمْ يَشْكُهَا إِلَى النَّاسِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ.

المعجم الاوسط للطبرانی: رقم الحدیث 737

مَنْ جو شخص أُصِيبَ اسے پہنچایا گیا بِمُصِيْبَةٍ کسی مصیبت کے ساتھ مَالِهٖ اس کا مال اَوْ یا فِيْ میں نَفْسِهٖ اس کی ذات كَتَمَهَا اس نے اسے چھپالیا وَ اور لَمْ يَشْكُهَا وہ اس کو ظاہر نہ کرے إِلٰى تک / طرف اَلنَّاسِ لوگ كَانَ ہوا / تھا حَقًّا ذمہ عَلٰى پر اللّٰهِ اللہ اَنْ يَّغْفِرَ کہ وہ معاف کرے گا لَهٗ اس کے لیے

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو چاہے وہ جانی ہو یا مالی اور وہ کسی آدمی سے اس مصیبت کا اظہار نہ کرے اور نہ ہی لوگوں سے شکوہ شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے (بطور احسان و تفضل کے) کہ وہ اس کو بخش دیں۔

تشریح الحدیث:

قرآن و حدیث میں مصائب پر صبر کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور اس پر بڑے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

البقرۃ: 153

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کرو، بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

صبر کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی مصیبت کا کسی سے اظہار نہ کیا جائے اور نہ ہی شکایت اور ناشکری و بے صبری کے کلمات کہے جائیں۔ تو ایسے لوگوں کے لیے مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

فائدہ: حدیث مبارک میں مذکور جملہ کہ "اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کا ذمہ لیا ہے" کا معنی یہ ہے کہ ان لوگوں کو بخشنے کی ذمہ داری احسان و فضل کے اعتبار سے ہے نہ کہ بطور وجوب کے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔

حدیث نمبر2:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُوْلُ اللهُ سُبْحَانَهُ: يَاابْنَ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلَى، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1597

يَا اے اِبْنَ بیٹا اٰدَمَ آدم إِنْ اگر صَبَرْتَ تونے صبر کیا وَ اور اِحْتَسَبْتَ تونے ثواب کی امید رکھی عِنْدَ وقت اَلصَّدْمَةِ مصیبت اَلْأُوْلٰى پہلی لَمْ أَرْضَ میں پسند نہیں کروں گا لَكَ تیرے لیے ثَوَابًا اجر دُوْنَ کم اَلْجَنَّةِ جنت

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم! اگر تونے صدمہ کے شروع میں میری رضا اور ثواب کی نیت سے صبر کیا تو میں تیرے جنت سے کم ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں کسی مصیبت و صدمہ کے پیش آنے پر ابتدا ہی میں صبر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ جب آدمی کو کوئی صدمہ پہنچے تو شروع ہی سے صبر کا دامن تھام لے۔ اس لیے کہ صدمہ کا زیادہ اثر ابتدا ہی میں ہوتا ہے۔ بعد میں کچھ دن گذرنے سے توطبعًا وہ اثر خود بخود ختم ہو ہی جاتا ہے۔ اس لیے صبر کا کامل اجر و ثواب اس وقت ملے گا جب شروع ہی سے صبر کیا جائے۔

حدیث نمبر3:

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيْهَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ فَذَكَرَ مُصِيْبَتَهُ، فَأَحْدَثَ اسْتِرْجَاعًا، وَإِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا، كَتَبَ اللهُ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهُ يَوْمَ أُصِيْبَ.

سنن ابن ماجۃ: حدیث نمبر 1600

مَنْ جو شخص أُصِيْبَ اسے پہنچایا گیا بِمُصِيْبَةٍ کسی مصیبت کے ساتھ فَذَكَرَ پھر اس نے یاد کیا مُصِيْبَتَهُ اس کی

مصیبت فَأَحْدَثَ نئے سرے سے اِسْتِرْجَاعًا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا وَإِنْ اگرچہ تَقَادَمَ پرانا ہو گیا عَھْدُھَا اس کا زمانہ کَتَبَ لکھا اَللّٰہُ اللہ تعالیٰ نے لَہٗ اس کے لیے مِنْ سے اَلْاَجْرِ بدلہ / ثواب مِثْلَہٗ اس کی مثل / اس کے برابر یَوْمَ دن أُصِیْبَ اسے مصیبت پہنچائی گئی

ترجمہ: حضرت فاطمہ بنت حسین رحمہا اللہ اپنے والد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کو کوئی مصیبت پہنچی ہو (بعد میں) پھر اسے وہ مصیبت یاد آئی تو اس نے نئے سرے سے (إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) پڑھ لیا اگرچہ اس مصیبت کو گزرے طویل عرصہ ہو چکا ہو لیکن اللہ تعالیٰ اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھے گا جتنا اس دن ملا تھا جس دن مصیبت آئی تھی۔

تشریح الحدیث:

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی دیکھیں کہ مصیبت کو گزرے ایک عرصہ گزر چکا ہے لیکن آدمی اس مصیبت کے یاد آنے پر جب دوبارہ إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پڑھنے پر بھی اتنا ہی اجر عطا فرماتے ہیں۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ جب مصیبت یاد آتی ہے تو دل کو طبعی طور پر دکھ اور تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن یہ شخص اس تکلیف پر واویلا کرنے کی بجائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جیسے تسلی آمیز کلمات پڑھتا ہے تو خود کو رضا بالقضاء کا عملی مظہر بنا رہا ہوتا ہے اس شخص کا یہ صابرانہ طرز عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا پسندیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے یہی اجر و ثواب دوبارہ عطا فرما دیتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الْقَآئِمَۃِ
وَالصَّلٰوۃِ النَّافِعَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَہٗ اَبَدًا

چھٹی فصل: شکر

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّا يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللهَ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 1954

مَنْ جو شخص لَا يَشْكُرُ شکر ادا نہیں کرتا اَلنَّاسَ لوگ لَا يَشْكُرُ شکر ادا نہیں کرے گا اَللّٰهُ اللہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرے گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک کے تین مفہوم بیان کیے جاسکتے ہیں:

1: منعم حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی نیک آدمی کے وسیلے اور وساطت سے دوسرے آدمی پر نعمتیں اور احسانات فرماتے ہیں تو جو آدمی اس نعمت کا وسیلہ بناہے تو چاہیے کہ اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ تو اس کا شکر ادا کرنا ایسے ہے جیسے اس نے اس حقیقی منعم یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ادا کیا ہے اور جو آدمی اس احسان کرنے والے کا شکر گزار نہیں ہو گا تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا بھی شکر گزار نہیں ہو گا۔

2: اس حدیث کا مصداق یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرے اور بندوں کے احسانات کا شکر ادا نہ کرے۔ تو بندہ جب تک لوگوں کے احسان کا شکر ادا نہیں کرے گا اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس بندے کا شکر اس احسان پر جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے؛ قبول نہیں کرے گا۔

3: جس آدمی کا مزاج لوگوں کے احسانات پر ناشُکری کا ہو، وہ اللہ کریم کی نعمتوں کی بھی صحیح معنوں میں قدردانی نہیں کر سکتا۔

حدیث نمبر2:

عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث7500

عَجَبًا عجیب ہے لِاَمْرِ معاملہ اَلْمُؤْمِنِ ایمان والا إِنَّ بلاشبہ أَمْرَهٗ اس کا معاملہ كُلَّهٗ اس کا سب لَهٗ اس کے لیے خَيْرٌ بھلائی لَيْسَ نہیں ہے ذٰلِكَ وہ لِاَحَدٍ کسی ایک کے لیے إِلَّا مگر لِلْمُؤْمِنِ ایمان والے کے لیے سَرَّآءُ خوشی شَكَرَ اس نے شکر کیا/ قدردانی کی فَكَانَ پس وہ ہو گیا خَيْرًا بہتر لَهٗ اس کے لیے إِنْ اگر أَصَابَتْهُ وہ اس کو پہنچ گئی ضَرَّآءُ تکلیف صَبَرَ اس نے صبر کیا فَكَانَ پس وہ ہو گیا خَيْرًا بہتر لَهٗ اس کے لیے

ترجمہ: حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن آدمی کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے لیے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو خوشی (راحت و آرام) پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر کرنا بھی اس کے لیے سراسر خیر ہے۔

تشریح الحدیث:

یہ دنیا جنت نہیں ہے کہ اس میں سکون ہی سکون ہو اور نہ ہی جہنم ہے کہ اس میں دکھ ہی دکھ ہو۔ بلکہ اس دنیا میں دونوں چیزیں ہیں، غم بھی ہیں اور خوشیاں بھی ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لیے جب کوئی دکھ اور مصیبت آجائے تو مایوسی کا شکار نہ ہوں بلکہ صبر کا دامن تھام لیں تاکہ اس پر اجر و ثواب ملے اور جب حالات سازگار ہوں، خوشی، عیش و عشرت کے سارے سامان میسر ہوں تو بھی اس ذات کا شکر ادا کریں تاکہ اس پر بھی اجر و ثواب ملے۔

حدیث نمبر3:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَيَّ الْمَالِ نَتَّخِذُ؟ فَقَالَ: لِيَتَّخِذْ أَحَدُكُمْ قَلْبًا شَاكِرًا،

وَلِسَانًا ذَاكِرًا، وَزَوْجَةً مُّؤْمِنَةً تُعِينُ أَحَدَكُمْ عَلَى أَمْرِ الْآخِرَةِ

سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث 1856

يَا رَسُوْلَ اللهِ اے اللہ کے رسول أَيَّ کون سا اَلْمَالِ مال نَتَّخِذُ ہم بنائیں لِيَتَّخِذْ چاہیے کہ وہ بنائے أَحَدُكُمْ تم میں سے کوئی قَلْبًا دل شَاكِرًا شکر کرنے والا لِسَانًا زبان ذَاكِرًا ذکر کرنے والی زَوْجَةً بیوی مُؤْمِنَةً ایمان والی تُعِيْنُ وہ مدد کرتی ہے أَحَدَكُمْ تم میں سے ایک عَلٰى پر أَمْرِ معاملہ اَلْاٰخِرَةِ آخرت

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کون سا مال رکھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے پاس شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان اور ایمان والی بیوی ہونی چاہیے جو آخرت کے کاموں میں اس کی مدد کرے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں مؤمن کی قیمتی متاع اور سرمایہ کا بیان ہے کہ وہ تین چیزیں ہیں:

1: قلب شاکر شکر ادا کرنے والا دل

2: لسان ذاکر ذکر کرنے والی زبان

3: زوجہ مؤمنہ ایمان والی بیوی

- دل کا شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ہر وقت استحضار ہو؛ ناشکری کی کیفیت نہ ہو۔
- زبان کا ذکر یہ ہے کہ زبان ان نعمتوں کا تذکرہ کرے۔
- مؤمنہ بیوی خود بھی نیک ہوتی ہے، اور خاوند کی بھی نیکی کے کاموں میں مدد کرتی ہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

ساتویں فصل: امانت

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 211

اٰيَةُ نشانی اَلْمُنَافِقِ منافق ثَلَاثٌ تین إِذَا جب حَدَّثَ اس نے بات کی كَذَبَ اس نے جھوٹ بولا إِذَا جب وَعَدَ اس نے وعدہ کیا أَخْلَفَ اس نے وعدہ خلافی کی وَ اور إِذَا جب أُؤْتُمِنَ اس کے پاس امانت رکھوائی گئی خَانَ اس نے خیانت کی

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں امانت میں خیانت کرنے کو منافق کی علامات میں شمار کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیانت بہت بڑا گناہ ہے۔

اس حدیث مبارک کی روشنی میں چند فوائد ملاحظہ فرمائیں:

فائدہ نمبر 1:

نفاق کی دو قسمیں ہیں:

1: نفاق اعتقادی

2: نفاق عملی

نفاق اعتقادی یہ ہے کہ آدمی دل سے تو اسلام قبول نہ کرے لیکن زبان سے اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتا

ہو، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عبد اللہ ابن اُبی وغیرہ مشہور منافقین کا حال تھا۔

نفاق عملی یہ ہے کہ آدمی بعض بُری عادتیں اور بد خصلتیں جو منافقین میں پائی جاتی ہیں انہیں اختیار کرے۔ جن میں سے چند خصلتوں کا ذکر اسی حدیث مبارک میں بھی کیا گیا ہے۔

فائدہ نمبر 2:

ہم لوگوں کے ظاہر احوال کے مکلّف ہیں، ان کے دلوں کے احوال کے مکلف نہیں۔ لہذا جب تک ان کے ظاہر سے کوئی ایسی چیز نمودار نہیں ہوتی جو کفر، شرک یا نفاق کا سبب بنے تب تک ہم ان کو کافر، مشرک اور منافق نہیں کہیں گے۔ ہاں اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز واضح ہو جائے تو ان پر یہ احکام لاگو ہوں گے۔ البتہ اس دور میں کسی آدمی پر دو ہی حکم لگائے جاسکتے ہیں، ایمان کا یا کفر کا نہ کہ نفاق کا۔ اس لیے کہ وہ دل کا معاملہ ہے جس پر ہم مطلع نہیں ہوسکتے اگرچہ اللہ تعالی کے نزدیک وہ منافق ہی کیوں نہ ہو۔

فائدہ نمبر 3:

اس جیسی احادیث کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ علامات جس میں دیکھیں اس پر نفاق کا حکم لگادیں بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ ہم خود غور کریں کہ کہیں ان بری خصلتوں میں سے کوئی خصلت ہم میں تو نہیں پائی جارہی، اس لیے اپنی حالت پر غور کرکے ان چیزوں سے بچنا چاہیے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ.

مشکوٰۃ المصابیح: رقم الحدیث 35

لَا کوئی نہیں اِیْمَانَ ایمان لِمَنْ اس شخص کے لیے لَا نہیں اَمَانَةَ امانت داری لَهٗ اس کے لیے وَ اور لَا نہیں دِيْنَ دین لِمَنْ اس شخص کے لیے لَّا نہیں عَهْدَ وعدہ لَهٗ اس کے لئے

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خطبہ کم ہی دیا ہوگا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جس آدمی میں امانت نہیں اس کا ایمان کامل نہیں ہے اور جس میں ایفائے عہد نہیں اس کا دین بھی

کامل نہیں ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں خائن اور عہد کی پابندی نہ کرنے والے آدمی کے کمالِ ایمان کی نفی فرمائی گئی ہے۔
اس حدیث کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ وہ آدمی دائرہ اسلام سے بالکل خارج ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کا ایمان کامل نہیں ہے یعنی ایمان کے جو ثمرات ظاہر ہونے چاہیے تھے وہ نہیں ہیں۔ گویا کہ یہ آدمی ایمان کی اصل حقیقت اور اس کے نور سے محروم ہے۔ اگر امانت داری اور عہد کی پابندی کرلے تو ایمان کا حقیقی نور بھی نصیب ہو جائے گا۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ. فَقَرَءُوْا الْقُرْاٰنَ. وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ.
صحیح البخاری: رقم الحدیث 7276

أَنَّ بے شک اَلْاَمَانَةَ امانت نَزَلَتْ وہ اتری مِنْ سے اَلسَّمَآءِ آسمان فِيْ میں جَذْرِ جڑ / رگ وریشہ قُلُوْبِ دل اَلرِّجَالِ رجل کی جمع، لوگ وَ اور نَزَلَ اترا اَلْقُرْاٰنُ قرآن فَقَرَءُوْا پس انہوں نے پڑھا عَلِمُوْا انہوں نے جانا مِنَ السُّنَّةِ سنت / طریقہ کو

ترجمہ: زید بن وہب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امانت داری آسمان سے بعض لوگوں کی فطرت میں داخل ہوئی۔ جب قرآن مجید نازل ہوا تو انہوں نے قرآن مجید کو پڑھا اور سنت کو سیکھا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں امانت سے مراد انسان کے دل کی وہ خاص صفت اور کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

آٹھویں فصل: صدق

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 6094

إِنَّ بے شک اَلصِّدْقَ سچ بولنا يَهْدِي راہنمائی کرتا ہے إِلَى طرف اَلْبِرِّ نیکی وَ اور إِنَّ بے شک اَلْبِرَّ نیکی يَهْدِي راہنمائی کرتا ہے إِلَى طرف اَلْجَنَّةِ جنت وَ اور إِنَّ بے شک اَلرَّجُلَ آدمی لَيَصْدُقُ البتہ سچ بولتا ہے حَتّٰى یہاں تک کہ يَكُونَ وہ ہو جاتا ہے صِدِّيقًا مرتبہ صدیقیت کو پہنچنے والا وَ اور إِنَّ بے شک اَلْكَذِبَ جھوٹ يَهْدِيْ راہنمائی کرتا ہے إِلَى طرف اَلْفُجُوْرِ گناہ وَ اور إِنَّ بے شک اَلْفُجُوْرَ گناہ يَهْدِي راہنمائی کرتا ہے إِلَى طرف اَلنَّارِ آگ وَ اور إِنَّ بے شک اَلرَّجُلَ آدمی لَيَكْذِبُ البتہ جھوٹ بولتا ہے حَتّٰى یہاں تک کہ يُكْتَبَ اسے لکھا جاتا ہے عِنْدَ پاس اَللهِ اللہ كَذَّابًا بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کرلیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف، اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

تشریح الحدیث:

سچائی کی اسلام میں بہت اہمیت ہے اور اسے اسلام کی اساس و بنیاد قرار دیا گیا ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ نفرت دلائی گئی ہے۔ اس حدیث میں سچ کے متعلق فرمایا کہ یہ نیکیوں کی بنیاد ہے اور نیکی جنت کے راستہ پر لے جاتی ہے اور سچ بولنے کی وجہ سے بندہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ سچ کو جنت کا اور جھوٹ کو دوزخ

کاراستہ بتایا گیا ہے۔ جھوٹ بہت بڑی برائی ہے اور یہ جہنم کی راہ پر لے جاتی ہے اور جو شخص مسلسل جھوٹ پر جھوٹ بولتا رہتا ہے وہ اللہ تعالی کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر2:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اضْمَنُوا لِيْ سِتًّا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: أَدُّوْا إِذَا اُئْتُمِنْتُمْ، وَأَوْفُوْا إِذَا عَاهَدْتُّمْ، وَاصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ، وَغُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ.

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث 2556

اِضْمَنُوْا تم ضمانت دے دو لِيْ مجھے سِتًّا چھ مِنْ سے أَنْفُسِكُمْ تمہاری جانیں أَضْمَنْ میں ضمانت دیتا ہوں لَكُمُ تمہارے لیے اَلْجَنَّةَ جنت أَدُّوْا ادا کرو اِئْتُمِنْتُمْ تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے أَوْفُوْا تم پورا کرو عَاهَدْتُمْ تم نے وعدہ کیا اُصْدُقُوْا تم سچ بولو حَدَّثْتُمْ تم بات کرو احْفَظُوا تم حفاظت کرو فُرُوْجَكُمْ اپنی شرمگاہوں کی غُضُّوْا تم جھکاؤ أَبْصَارَكُمْ اپنی آنکھوں کو كُفُّوْا تم روکو أَيْدِيَكُمْ اپنے ہاتھوں کو

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اپنے بارے میں مجھ سے چھ باتوں پر عمل کرنے کا عہد کر لو تو میں تمہیں جنت میں جانے کی ضمانت دیتا ہوں۔ جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کرو، وعدہ کرو تو پورا کرو، بات کرو تو سچ بولو، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو، اپنی نگاہ کو محفوظ رکھو اور اپنے ہاتھوں پر قابو رکھو۔

تشریح الحدیث:

احادیث مبارکہ میں ایمان لانے کے بعد مختلف صفات کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان صفات میں سے ایک سچائی بھی ہے۔

مذکورہ حدیث میں درج ذیل چھ صفات کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے:

1: امانت میں خیانت نہ کرنا

2: وعدہ پورا کرنا

3: سچ بولنا

4: حرام کاری سے بچنا

5: نگاہ کی حفاظت کرنا

6: اپنے ہاتھوں کو قابو کرنا یعنی اپنے ہاتھوں کو ناحق مارنے اور حرام و مکروہ چیزوں کو پکڑنے سے باز رکھو یا یہ کہ اپنے آپ کو ظلم و تعدی کرنے سے باز رکھو۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایمان لے آیا ہے اور فرائض و ارکان ادا کرتا ہے، حقوق العباد کو پورا کرتا ہے اور مزید مذکورہ بالا چھ اوصاف سے اپنے آپ کو متصف کرتا ہے تو پھر وہ یقیناً جنتی ہے اور اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنت کی ضمانت اور بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا فَجَعَلَ أَصْحَابُهٗ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهٖ. فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى هٰذَا؟ قَالُوْا: حُبُّ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُّحِبَّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ. أَوْ يُحِبَّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهٗ إِذَا حَدَّثَ. وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهٗ إِذَا اؤْتُمِنَ. وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ.

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث 1533

تَوَضَّأَ وضو کیا یَوْمًا ایک دن فَجَعَلَ شروع ہو گئے أَصْحَابُهٗ ان کے صحابہ کرام یَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهٖ پانی کو جسم پر مَل رہے تھے مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى هٰذَا؟ کس چیز نے اس پر آپ کو ابھارا ہے؟ قَالُوْا وہ کہنے لگے حُبُّ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ اور اس کے رسول کی محبت مَنْ جو شخص سَرَّهٗ اس کو خوش کرے أَنْ يُّحِبَّ کہ وہ محبت کرے اللهَ اللہ وَ اور رَسُوْلَهٗ اس کا رسول أَوْ یا يُحِبَّهٗ وہ اس سے محبت کرتا ہے اللهُ اللہ وَ اور رَسُوْلُهٗ اس کا رسول فَلْيَصْدُقْ چاہیے کہ وہ سچی بات کہے حَدِيْثَهٗ اس کی بات إِذَا جب حَدَّثَ وہ بات کرے وَ اور لِيُؤَدِّ چاہیے کہ وہ ادا کر دے أَمَانَتَهٗ اس کی امانت إِذَا جب اؤْتُمِنَ اس کے پاس امانت رکھوائی جائے وَ اور لِيُحْسِنْ چاہیے کہ اچھائی کرے جِوَارَ پڑوس مَنْ

جو شخص جَاوَرَهٗ وہ اس کا پڑوسی بنا

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو اپنے جسم پر ملنا شروع کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: تم یہ جو کچھ کر رہے ہو اس کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کا باعث ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کریں تو اس کو چاہیے کہ جب بولے تو سچ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس امانت کو ادا کرے اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھی ہمسائیگی کا ثبوت دے۔

تشریح الحدیث:

حدیث مبارک کے ابتدائی حصہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا ایک نظارہ پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملات کے حوالے سے سمجھایا کہ اللہ اور رسول کی محبت کے ساتھ ساتھ باہمی معاملات جیسے سچ بولنا، امانت کو ادا کرنا اور ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا وغیرہ ان پر بھی زور دیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ . اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ . أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ . وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . أَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا . اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ . اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ . اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ

نویں فصل: زہد

حدیث نمبر 1:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ خُذُوا مَا حَلَّ وَدَعُوا مَا حَرُمَ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 2144

أَيُّهَاالنَّاسُ اے لوگو اِتَّقُوا تم ڈرو اَللّٰهَ اللہ وَ اور أَجْمِلُوْا تم اچھائی کرو (یعنی اعتدال سے کام کرو) فِيْ میں اَلطَّلَبِ تلاش کرنا/مانگنا فَإِنَّ پس بلاشبہ نَفْسًا ذات لَنْ تَمُوْتَ ہرگز نہیں مرے گا حَتّٰى یہاں تک تَسْتَوْفِيَ وہ پورا وصول کرے گا رِزْقَهَا اس کا رزق وَإِنْ اگرچہ أَبْطَأَ اس نے دیر کی عَنْهَا اس کے بارے میں فَاتَّقُوْا پس تم ڈرو اَللّٰهَ اللہ وَ اور أَجْمِلُوْا تم اچھائی کرو فِيْ میں الطَّلَبِ تلاش کرنا/مانگنا خُذُوْا تم پکڑلو مَا جو چیز حَلَّ وہ حلال ہو وَ اور دَعُوْا تم چھوڑدو مَا جو چیز حَرُمَ وہ حرام ہو گیا

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور دنیا کے طلب کرنے میں اعتدال کا راستہ اختیار کرو۔ کوئی آدمی اس وقت تک فوت نہیں ہو گا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرلے۔ گو کہ ممکن ہے کہ اس میں تاخیر ہو جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور روزی کے طلب کرنے میں اعتدال کا راستہ اختیار کرو۔ جو رزق حلال ہو اسے لے لو اور جو حرام ہو اسے چھوڑ دو۔

تشریح الحدیث:

دنیا دارالاسباب ہے اس میں انسان کو رزق کے حصول کے اسباب اختیار کرتے رہنا چاہیے لیکن نتیجہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو رازق اور مسبب الاسباب ہے اس پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس نیت کے ساتھ کہ جب تک زندگی ہے وہ ضرور کھلائے اور پلائے گا اور انسان کو دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر کرتے رہنا چاہیے۔ رزق کے حصول میں حلال کا بہت زیادہ خیال کرنا چاہیے اور حرام و مشتبہ مال سے بچنا چاہیے۔

حدیث نمبر2:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ. وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ. وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ. وَشَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ. وَلَا يَأْتِيْهِ مِنْهَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 2465

مَنْ جو شخص کَانَتْ وہ تھی نِيَّتُهٗ اس کی نیت طَلَبَ طلب کرنا اَلْاٰخِرَةِ آخرت جَعَلَ اس نے کیا اَللهُ اللہ غِنَاهُ اس کی بے نیازی فِيْ میں قَلْبِهٖ اس کا دل وَ اور جَمَعَ اس نے جمع کیا لَهٗ اس کے لیے شَمْلَهٗ اس کا شیرازہ وَ اور أَتَتْهُ وہ اس کے پاس آئی اَلدُّنْيَا دنیا وَ اس حال میں هِيَ وہ رَاغِمَةٌ ناک زمین پر رگڑنے والی / ذلیل ہونے والی وَ اور مَنْ جو شخص كَانَتْ وہ تھی نِيَّتُهٗ اس کی نیت طَلَبَ طلب کرنا اَلدُّنْيَا دنیا جَعَلَ پیدا کر دے گا اَللهُ اللہ الْفَقْرَ تنگدستی بَيْنَ درمیان عَيْنَيْهِ اس کی دو آنکھیں وَ اور شَتَّتَ اس نے بکھیر دیا عَلَيْهِ اس پر اَمْرَهٗ اس کا معاملہ وَ اور لَا يَأْتِيْهِ وہ اس کے پاس نہیں آئے گا مِنْهَا اس میں سے إِلَّا مگر مَا جو كُتِبَ اسے لکھ دیا گیا لَهٗ اس کے لئے

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی نیت آخرت کی طلب کی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غِنیٰ نصیب فرمائیں گے اور اس کے پراگندہ حال کو درست فرما دیں گے اور دنیا اس کے پاس خود بخود ذلیل ہو کر آئے گی۔ جس شخص کی نیت دنیا کو طلب کرنے کی ہو گی؛ اللہ تعالیٰ محتاجی کے آثار اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان اس کے چہرے پر پیدا کر دیں گے اور اس کے حال کو پراگندہ کر دیں گے اور یہ دنیا اس کو بس اسی قدر ملے گی جس قدر اس کے واسطے پہلے سے لکھی جا چکی ہو گی۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو بندہ آخرت پر یقین رکھتے ہوئے آخرت ہی کی کامیابی کو اپنا اصل مطلوب و مقصود بنالیتا ہے تو اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کے بارے میں اس کو قناعت نصیب فرما کر اس کے دل کو طمانیت نصیب فرمادی جاتی ہے اور دنیا میں سے جو کچھ اس کے لیے مقدر ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی راستے سے خود اس کے پاس آجاتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص دنیا کو اپنا اصل مقصود و مطلوب بنالیتا ہے تو اللہ

تعالیٰ محتاجی اور پریشان حالی اُس پر اس طرح مسلط کر دیتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نظر آتے ہیں اور دنیا کی طلب میں خون پسینہ ایک کر دینے کے بعد بھی اس طالب دنیا کو بس وہی ملتا ہے جو پہلے ہی سے اس کے لیے لکھا جاچکا ہوتا ہے۔

حدیث نمبر3:

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَحْمِي عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ فِي الدُّنْيَا وَهُوَ يُحِبُّهُ كَمَا تَحْمُوْنَ مَرِيْضَكُمُ الطَّعَامَ وَالشَّرابَ تَخَافُوْنَ عَلَيْهِ.

مسند احمد: رقم الحدیث23518

إِنَّ بے شک اِللهَ اللہ يَحْمِي حفاظت کرتا ہے عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ اس کا مؤمن بندہ اَلدُّنْيَا دنیا وَ اس حال میں کہ هُوَ وہ يُحِبُّهُ وہ اس سے محبت کرتا ہے كَمَا اس طرح تَحْمُوْنَ تم نگہداشت کرتے ہو مَرِيْضَكُمْ تمہارے بیمار اَلطَّعَامَ کھانا اَلشَّرَابَ پینا تَخَافُوْنَ تم خوف کھاتے ہو عَلَيْهِ اس پر

ترجمہ: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے (محبوب) مؤمن بندے کو دنیا (کی رنگینیوں اور آرائشوں سے) اس طرح بچاتا ہے جیسے تم لوگ اپنے مریض کو کھانے پینے کی اشیاء سے اس اندیشے سے بچاتے ہو کہ اس کی صحت خراب نہ ہو جائے۔

تشریح الحدیث:

دنیا کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے جبکہ آخرت کا گھر اصلی گھر ہے۔اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو جن سے وہ پیار کرتا ہے ہمیشہ دنیا کی مال وزینت سے دور رکھتا ہے جیسے آدمی اپنے محبوب آدمی کو جو مریض ہو اسے کھانے پینے کی اشیاء سے دور رکھتا ہے کہ کہیں اس کا مرض بڑھ نہ جائے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو دنیاوی آرائشوں سے دور رکھتے ہیں کہ کہیں اس میں کھو کر اپنی آخرت خراب نہ کر بیٹھے۔

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

دسویں فصل: توکل

حدیث نمبر 1:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ، لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 2344

لَوْ اگر أَنَّكُمْ بے شک تم كُنْتُمْ تم تَوَكَّلُوْنَ تم توکل کرو عَلَى پر اللهِ اللہ حَقَّ حق ہے تَوَكُّلِهِ اس پر توکل کرنا لَرُزِقْتُمْ تمہیں ضرور رزق دیا جائے گا كَمَا جیسا کہ تُرْزَقُ رزق دیا جاتا ہے اَلطَّيْرُ پرندے تَغْدُوْا وہ صبح نکلتے ہیں خِمَاصًا خالی پیٹ وَ اور تَرُوْحُ شام کو آتے ہیں بِطَانًا پیٹ بھرا ہونا

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق ملے گا جس طرح کہ پرندوں کو ملتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ مؤمن زندگی عبادات و طاعات میں گزارے نہ کہ ہر وقت رزق و معیشت کی فکر میں لگا رہے۔ البتہ حصولِ رزق کے جائز اسباب اختیار کرتا رہے، یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ پھر اسی بات کو ایک حسی مثال سے سمجھایا گیا ہے کہ آپ پرندوں کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح ہر روز صبح تلاشِ رزق میں نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں اور اپنے لیے کچھ جمع کر کے بھی نہیں رکھتے۔

توکل اس چیز کا نام نہیں ہے کہ گھر میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا جائے اور رزق کے لیے کوشش بھی نہ کی جائے۔ لہٰذا جائز اسباب اختیار کرنا ہماری ذمہ داری ہے، جس طرح پرندے اپنے آشیانوں میں بیٹھتے نہیں ہیں بلکہ نکلتے ہیں اسی طرح جائز اسباب اختیار کرتے ہوئے رزق کی تلاش میں نکلنا ضروری ہے۔

حدیث نمبر2:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ ثَلَاثًا. وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلٰكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3910

اَلطِّيَرَةُ بدشگونی شِرْكٌ شرک کرنا اَلطِّيَرَةُ بدشگونی شرک کرنا ثَلَاثًا تین مرتبہ وَ اور مَا نہیں مِنَّا ہم میں سے إِلَّا مگر وَ اور لٰكِنَّ لیکن اللهَ اللہ يُذْهِبُهُ وہ اس کو ختم کردے گا بِالتَّوَكُّلِ توکل کی وجہ سے

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: بدشگونی شرک ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو جو وہم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو توکل سے دور فرمادیتے ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنے کی وجہ سے یہ وہم ختم ہو جاتا ہے۔)

تشریح الحدیث:

شریعت میں حصولِ منفعت یا دفعِ مضرت میں بدفالی لینے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی اعتقاد واعتبار نہ کرنا چاہیے۔ چونکہ ہونا تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنا چاہیے اور بدفالی لے کر اپنے آپ کو خوف میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر3:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ قَالَ: يُقَالُ حِينَئِذٍ: هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ، فَتَتَنَحّٰى لَهُ الشَّيَاطِينُ، فَيَقُولُ لَهُ شَيْطَانٌ اٰخَرُ: كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 5095

إِذَا جب خَرَجَ نکلا اَلرَّجُلُ آدمی مِنْ سے بَيْتِهِ اس کا گھر فَقَالَ پس اس نے کہا بِسْمِ نام کے ساتھ اللهِ اللہ تَوَكَّلْتُ میں نے بھروسہ کیا عَلَى پر اللهِ اللہ لَا نہیں حَوْلَ نیکی کرنے کی طاقت وَ اور لَا نہیں قُوَّةَ گناہ سے بچنے کی قوت إِلَّا مگر بِاللهِ اللہ کی طرف سے قَالَ فرمایا يُقَالُ کہا جاتا ہے حِينَئِذٍ اس وقت هُدِيتَ تجھے ہدایت دی گئی

كُفِيْتَ تیری کفایت کی گئی وُقِيْتَ تیری حفاظت کی گئی فَتَتَنَحّٰى پس اس سے جدا ہو جاتا ہے لَهٗ اس سے اَلشَّيَاطِيْنُ شیطان کی جمع فَيَقُوْلُ پس وہ کہتا ہے لَهٗ اس کے لیے شَيْطَانٌ شیطان اٰخَرُ دوسرا كَيْفَ کیسا لَكَ تیرے لیے بِرَجُلٍ ایک آدمی کے ساتھ هُدِيَ اس کی رہنمائی کی گئی وَ اور كُفِيَ اس کی کفایت کی گئی وَ اور وُقِيَ اس کی حفاظت کی گئی

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر سے یہ کہتے ہوئے نکلے بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت کہا جاتا ہے: اب تجھے ہدایت دے دی گئی، تیری کفایت کر دی گئی اور تو بچا لیا گیا، (یہ سن کر) شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے، تو اس سے دوسرا شیطان کہتا ہے: تیرا داؤ بھلا ایسے آدمی پر کیسے چلے گا جسے ہدایت دی گئی ہے، جس کی کفایت کر دی گئی ہے اور جسے بچا لیا گیا ہے۔

تشریح الحدیث:

جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے مذکورہ دعا پڑھ کر گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دن کے تمام امور صحیح معنوں میں پورے ہو جاتے ہیں۔ گویا ایسا آدمی سارا دن اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ کی ذات کرنے والی ہو تو پھر اس انسان کو کسی اور سے کیا خدشہ اور ڈر ہو سکتا ہے۔

فائدہ:

حدیث مبارک میں مذکور دعا کا ترجمہ یہ ہے:

اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کے نام کی برکت کے ساتھ میں گھر سے نکلتا ہوں، نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی ہمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتی ہے۔

بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ

اَلتَّمرِیْنُ الثَّالِثُ

خالی جگہ پر کریں:

1۔ میں بھیجا گیا ہوں تا کہ .... کی تکمیل کروں۔

2۔ ایمان والوں میں کامل وہ ہیں جو .... میں سب سے زیادہ اچھے ہیں۔

3۔ بے حیائی ایک برائی ہے اور برائی .... کی طرف لے جانے والی ہے۔

4۔ جس آدمی کے دل میں ذرہ برابر .... ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

5۔ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن .... نہیں فرمائے گا۔

6۔ جس آدمی نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا وہ .... کا شکر بھی ادا نہیں کر سکے گا۔

7۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور دنیا کے طلب کرنے میں .... کا راستہ اختیار کرو۔

8۔ جس شخص کی نیت آخرت کا طلب کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو .... نصیب فرمائیں گے۔

9۔ دنیا کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے ہاں .... کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسے توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں رزق ملے گا:

جانوروں کی طرح　　حشرات کی طرح　　پرندوں کی طرح

2۔ بے حیائی اور فحاشی کو رواج دینے والوں کو احادیث پر غور کرنا چاہیے:

تواضع کی احادیث　　حیاء کی احادیث　　حسنِ اخلاق کی احادیث

3۔ تمام اعمال کی بنیاد ہے:

ایمان　　نماز　　روزہ

4۔ زنا جرم ہے لیکن اس جرم کی قباحت بڑھ جاتی ہے:

لڑکے کے حق میں　　نوجوان کے حق میں　　بوڑھے کے حق میں

5۔ دین اسلام کا امتیازی وصف ہے:

سخاوت شجاعت حیاء

6۔ باطنی کیفیت کا نتیجہ "غضِ بصر" یعنی آنکھوں کو جھکانا ہے:

سچائی حیاء امانت

7۔ نفاق کی قسمیں ہیں:

2 4 6

8۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشہور منافق تھا:

ابو جہل کعب بن اشرف عبد اللہ ابن اُبی بن سلول

9۔ حدیث مبارک میں خائن کا لفظ ارشاد فرما کر نفی فرمائی گئی ہے:

ایمان کمالِ ایمان خشوع و خضوع

مختصر جواب لکھیں:

1۔ سخاوت کی اہمیت حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

2۔ حدیث مبارک کی روشنی میں مؤمن کی قیمتی متاع اور سرمایہ کسے کہا گیا ہے؟

3۔ نفاق اعتقادی کی تعریف کریں۔

4۔ سچائی کی اہمیت کو حدیث کی روشنی میں واضح کریں۔

5۔ مَنْ لَّا یَشْکُرِ النَّاسَ لَا یَشْکُرِ اللّٰہَ کا مفہوم بیان کریں۔

6۔ بخل کی مذمت پر ایک حدیث نقل کریں۔

7۔ وہ کون سی چھ چیزیں ہیں جن پر عمل کرنے پر جنت کی ضمانت دی گئی ہے؟

8۔ صبر کرنے کی فضیلت حدیث سے بیان کریں۔

9۔ وہ کون سے تین مجرم ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائیں گے؟

10۔ حدیث مبارک کی روشنی میں خوش اخلاقی کی اہمیت و فضیلت کو بیان کریں۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ: اَلْمُعَاشَرَاتُ

چوتھا باب: معاشرات

اس باب میں دس فصلیں ہیں۔

اس باب میں آپ درج ذیل افراد کے حقوق کے متعلق احادیث پڑھیں گے!

زوجین	والدین	اولاد
رشتہ دار	پڑوسی	یتیم
مہمان	استاذ و شاگرد	مسلمان

اس باب میں آپ سیکھیں گے!!!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ!

2: احادیث کا با محاورہ ترجمہ!

3: تشریح الحدیث!

4: ضروری فوائد!

5: مشقی سوالات!

پہلی فصل: زوجین کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ أَحَدًا أَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ، لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 1159

لَوْ اگر كُنْتُ میں ہوتا اٰمُرُ میں حکم دیتا أَحَدًا کسی ایک کو أَنْ یہ کہ يَسْجُدَ وہ سجدہ کرے لِاَحَدٍ کسی ایک کو لَاَمَرْتُ تو میں حکم دیتا اَلْمَرْأَةَ عورت أَنْ یہ کہ تَسْجُدَ وہ سجدہ کرے لِزَوْجِهَا اپنے شوہر کو

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مخلوق میں سے کسی کو (کسی اور کو) سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

تشریح الحدیث:

میاں بیوی کا رشتہ زندگی میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس رشتے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تاریخِ انسانی میں سب سے پہلے جو رشتہ استوار ہوا ہے وہ میاں بیوی کا ہے۔ حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کا۔ میاں بیوی کے ایک دوسرے پر چند حقوق ہیں جن کی رعایت کرنے سے باہمی زندگی انتہائی خوشگوار ہو سکتی ہے۔ اس حدیث مبارک میں بیوی پر شوہر کا حق بیان کرنے کے لیے بڑی بلیغ اور مُؤثر تعبیر اختیار فرمائی گئی ہے جو شاید کسی اور کے حقوق بیان کرنے کے متعلق اختیار نہیں فرمائی گئی۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کے نکاح میں آ جانے اور اس کی بیوی بن جانے کے بعد عورت پر اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہو جاتا ہے۔ اسے چاہیے کہ شوہر کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنے میں کسی قسم کی سستی کا مظاہرہ نہ کرے۔ نیز اس حدیث میں غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی ممانعت بھی معلوم ہوتی ہے، چاہے وہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام ہوں۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا

عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 1161

أَيُّمَا جو کوئی اِمْرَأَةٍ عورت مَاتَتْ فوت ہوگئی زَوْجُهَا اس کا شوہر رَاضٍ راضی دَخَلَتْ وہ داخل ہوگی

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں جائے گی۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں بھی شوہر کو راضی رکھنے والی عورت کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ نیز یہ بشارت اس وقت ہے جب اس خاتون کے عقائد درست ہوں اور فرائض و واجبات پر عمل پیرا ہو ورنہ ان کی سزا بھگتنی ہوگی۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اگر کوئی شوہر بغیر کسی معقول وجہ کے اپنی بیوی سے ناراض ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی بیوی بے قصور ہوگی اور ناراضگی کی ذمہ داری خود شوہر پر ہوگی۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ.

مسند احمد: رقم الحدیث 24086

أَكْمَلِ سب سے مکمل أَحْسَنُهُمْ ان میں سب سے بہتر أَلْطَفُهُمْ ان میں سے مہربان بِأَهْلِهِ اپنی اہلیہ کے ساتھ

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاق بہت اچھا ہو اور جس کا رویہ بیوی کے ساتھ لطف و محبت کا ہو۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں شوہروں کو بیویوں کی رعایت اور دلجوئی و دلداری اور بہتر رویہ اور بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ اس روایت میں اس آدمی کو کامل ایمان والا کہا گیا ہے جس کا بیوی کے ساتھ اخلاق، برتاؤ اور رویہ لطف و محبت کا ہو۔

دوسری فصل: والدین کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 1899

رِضٰی رضامندی اَلرَّبِّ رب (اللہ تعالیٰ) اَلْوَالِدِ باپ وَ اور سَخَطُ ناراضی

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو (بن العاص) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

تشریح الحدیث:

انسان کے دنیا میں آنے کے دو سبب ہیں: حکمِ خدا اور وجودِ والدین۔ قرآن و احادیث میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کے بعد والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں بھی توحید کے بعد والدین کی اطاعت کا تذکرہ کیا گیا ہے اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی اس پر زور دیا گیا ہے۔ اس حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے والد کو راضی رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے والد کی رضاجوئی شرط ہے اور والد کی ناراضگی کا لازمی نتیجہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ اس حدیث میں والد کا لفظ آیا ہے لیکن ایک اور حدیث میں والد اور والدہ دونوں کا ذکر آیا ہے۔ اس لیے والد اور والدہ دونوں کی رضا مندی کو ملحوظ رکھ کر دونوں کی اطاعت کرنی چاہیے اور دونوں کی ناراضگی سے بچنا چاہیے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا؟ قَالَ: هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 3662

اَلْوَالِدَیْنِ ماں باپ وَلَدِھِمَا ان دونوں کا بیٹا ھُمَا وہ دونوں جَنَّتُكَ تیری جنت نَارُكَ تیری آگ

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پوچھا: اے اللہ کے رسول! اولاد پر ماں باپ کا کتنا حق ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ (والدین) تمہاری جنت اور دوزخ ہیں۔

تشریح الحدیث:

"والدین تمہاری جنت اور دوزخ ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت کر کے انہیں راضی رکھو گے تو جنت پالو گے اور اگر ان کی نافرمانی کر کے انہیں ناراض کرو گے تو پھر تمہارا ٹھکانہ جہنم میں ہو گا۔ یعنی والدین کی خدمت جنت کا سبب ہے اور والدین کی ناراضی جہنم کا سبب ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِرُّوْا اٰبَآءَكُمْ يَبَرُّكُمْ أَبْنَآؤُكُمْ وَعِفُّوْا تَعِفُّ نِسَآؤُكُمْ.

کنز العُمّال فی سنن الاقوال والافعال: رقم الحدیث 45468

بِرُّوا حسن سلوک کرو یَبِرُّکُمْ تمہاری فرمانبرداری کریں گے عِفُّوا تم پاکدامن رہو تَعِفُّ پاک دامن رہیں گی

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ماں باپ کی خدمت و فرمانبرداری کرو، تمہاری اولاد تمہاری فرمانبردار اور خدمت گزار ہو گی اور تم پاک دامنی کے ساتھ رہو تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔

تشریح الحدیث:

کہا جاتا ہے "جیسے کرو گے ویسے بھرو گے" یہی معاملہ یہاں پر بھی ہے کہ جو اولاد ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت کرے گی اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کو ان کا فرمانبردار اور خدمت گزار بنا دیں گے۔ اسی طرح جو لوگ پاکدامنی کی زندگی گزاریں گے اللہ تعالیٰ ان کی بیویوں کو بھی پاک دامن بنا دیں گے۔ تو معلوم ہوا والدین کی خدمت سے آخرت تو سنورتی ہے ساتھ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اس نعمت سے نوازتے ہیں کہ اولاد فرمانبردار ہوتی ہے۔

تیسری فصل: اولاد کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ.

سنن ابی داوٗد: رقم الحدیث 5105

رَأَيْتُ میں نے دیکھا رَسُولَ اللهِ اللہ کے رسول أَذَّنَ اس نے اذان دی فِي میں أُذُنِ کان اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ حِينَ جب وَلَدَتْهُ اس عورت نے اس کو جنا فَاطِمَةُ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بِالصَّلَاةِ نماز والی

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن ابی رافع اپنے والد حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں نماز کے لیے دی جانے والی اذان جیسی اذان دیتے ہوئے دیکھا جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ان کی ولادت ہوئی تھی۔

تشریح الحدیث:

اولاد اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ اس نعمت کی قدردانی یہ ہے کہ اولاد کے حقوق کو پورا کیا جائے۔ اولاد کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اسے نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی جائے۔ اس عمل کی برکت سے بچہ شیطانی اثرات سے محفوظ رہے گا۔ گویا پیدائش کے بعد سب سے پہلا کام یہ کرنا ہے کہ اس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعے اس کے دل و دماغ کو اللہ کے نام سے معطر کیا جائے۔

حدیث نمبر 2:

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُسَمَّى.

سنن ابی داوٗد: رقم الحدیث 2838

كُلُّ ہر ایک غُلَامٍ بچہ رَهِينَةٌ گروی رکھا ہوا بِعَقِيقَتِهٖ اس کے عقیقہ کے بدلے تُذْبَحُ ذبح کیا جائے گا عَنْهُ اس کی طرف سے يَوْمَ دن سَابِعِهٖ اس کے ساتویں يُحْلَقُ اس کا سر منڈوایا جائے وَ اور يُسَمّٰى اس کا نام رکھا جائے

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے جانور کے بدلہ میں گروی رکھا ہوتا ہے جو ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اور (اسی دن) اس کا سر منڈوا دیا جائے اور نام رکھا جائے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے تین حقوق بیان فرمائے ہیں:

1: عقیقہ کرنا

2: بچے کا سر مونڈنا

3: بچے کا نام رکھنا

حدیث مبارک میں مذکور جملے "عقیقہ کے جانور کے عوض بچہ گروی ہوتا ہے" کا ایک مطلب یہ ہے کہ بچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی ایک بڑی نعمت ہے اور صاحبِ استطاعت کے لیے عقیقہ کرنا اس نعمت کا شکرانہ ہے۔ جب تک یہ شکرانہ اللہ کے حضور پیش نہ کیا جائے تو وہ بوجھ باقی رہے گا اور گویا بچہ اس بوجھ کے عوض میں گروی رہے گا۔ عقیقہ کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ عقیقہ کرنے سے بچہ مصائب سے محفوظ رہتا ہے اور بچہ مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : حَقُّ الْوَلَدِ عَلٰى وَالِدِهٖ أَنْ يُّحْسِنَ اسْمَهٗ وَ يُحْسِنَ مِنْ مُّرْضِعِهٖ وَيُحْسِنَ أَدَبَهٗ.

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث 8667

حَقُّ حق اَلْوَلَدِ بیٹا عَلٰى پر وَالِدِهٖ اس کا باپ أَنْ کہ يُحْسِنَ وہ اچھا رکھے اِسْمَهٗ اس کا نام وَ اور يُحْسِنَ اچھا انتظام کرے مُرْضِعِهٖ اس کو دودھ پلانے والی وَ اور يُحْسِنَ اچھا کرے أَدَبَهٗ اس کا ادب

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باپ پر بچے کا یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کے دودھ پلانے کا بہترین انتظام کرے اور اس کو حسنِ ادب سکھائے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے تین حقوق بیان فرمائے ہیں:

1: اچھا نام رکھنا

2: دودھ پلانے کا انتظام کرنا

3: حسنِ تربیت

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

بچے کے حقوق میں سے ایک حق اس کا اچھا نام تجویز کرنا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ بچے کا نام انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں پر یا اللہ تعالیٰ کے ناموں کے شروع میں "عبد" لگا کر رکھا جائے۔ نیز پہلی حدیث مبارک میں ہم نے یہ بھی پڑھا ہے کہ عقیقہ کے ساتھ ساتویں دن بچے کا نام بھی رکھا جائے۔ لیکن بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بچوں کا نام پیدائش کے دن ہی رکھ دیا تھا اس لیے ساتویں دن سے پہلے بھی نام رکھا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر پہلے نام نہ رکھا گیا ہو تو ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ بھی نام رکھ دیا جائے۔ اور اگر ساتویں دن بھی نہ رکھ سکے تو کوشش کریں جلد ہی نام تجویز کریں۔ اگر لاعلمی میں نامناسب نام رکھ دیا تو اسے تبدیل کر دینا چاہیے۔

دوسرا حق یہ ہے کہ بچے کے لیے دودھ پلانے والی کا انتظام کرے۔ اگر ماں پلا سکتی ہے تو پہلا حق ماں کا ہے کہ وہ پلائے اور اگر ماں نہیں پلا سکتی تو کسی دودھ پلانے والی کا انتظام کرے، اس لیے کہ دودھ ہی سے بچے کی صحیح نشو ونما ہو سکتی ہے۔

تیسرا حق یہ ہے کہ بچے کی اچھی تربیت کرے، اسے آداب سے آراستہ کرے، دین کی بنیادی اور ضروری باتیں اسے سکھائے، جب سات سال کی عمر کو پہنچے تو نماز کا کہنا شروع کرے اور دس سال کی عمر میں اسے نماز کا پابند بنائے۔

چوتھی فصل: رشتہ داروں کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 1979

تَعَلَّمُوا تم سیکھو مِنْ سے أَنْسَابِكُمْ تمہارے نسب مَا جو تَصِلُونَ تم جوڑتے ہو أَرْحَامَكُمْ تمہاری رشتہ داریاں فَإِنَّ پس بے شک صِلَةَ جوڑنا اَلرَّحِمِ رشتہ داری مَثْرَاةٌ کثرت کا ذریعہ مَنْسَأَةٌ دیر کا سبب اَلْاَثَرِ زندگی / عمر

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے نسب کو پہچانو تاکہ اس کے ذریعے تم اپنے رشتے داروں سے صلہ رحمی کر سکو۔ کیونکہ صلہ رحمی رشتہ داروں سے محبت بڑھنے کا سبب ہے، مال و دولت میں اضافے کا سبب ہے اور آدمی کی عمر میں اضافے کا سبب ہے۔

تشریح الحدیث:

حدیث مبارک میں رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے دو فائدے بیان کیے گئے ہیں:

رزق (مال و دولت) میں برکت ہوتی ہے اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔ عمر کے بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑی عمر میں اللہ تعالیٰ اس سے خدمتِ دین کا زیادہ سے زیادہ کام لے لیتے ہیں اور دنیا سے جانے کے بعد لوگوں میں اس کا تذکرہ اچھے اوصاف کے ساتھ باقی رہتا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے ایسی اولاد کی نعمت سے نوازا جائے جو نیک ہو اور وہ اس مرحوم والد کے ذکرِ خیر کا ذریعہ بنے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ: أَرْحَامَكُمْ أَرْحَامَكُمْ.

صحیح ابن حبان: رقم الحدیث 4361

قَالَ فرمایا فِيْ میں مَرَضِهٖ اس کا مرض أَرْحَامَكُمْ تمہاری رشتہ داریاں

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران ارشاد فرمایا: اپنے رشتے داروں کا خیال رکھو، اپنے رشتے داروں کا خیال رکھو۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث سے بھی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان کے دیگر حقوق کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں بھی تکرار کے ساتھ اس کی نصیحت فرمارہے ہیں۔ کیونکہ مرض الوفات میں عام طور پر اس چیز کو بار بار بیان کیا جاتا ہے جو بہت اہم ہو۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَيَزِيدَانِ فِي الْأَعْمَارِ.

مسند احمد: رقم الحدیث 25135

أُعْطِيَ اسے دیا گیا حَظَّهُ اس کا حصہ اَلرِّفْقِ نرمی أُعْطِيَ اسے دیا گیا صِلَةُ ملانا اَلرَّحِمِ رشتہ داری حُسْنُ اچھا اَلْجِوَارِ پڑوسی يَعْمُرَانِ وہ آباد کرتے ہیں اَلدِّيَارَ گھر يَزِيْدَانِ وہ دونوں اضافہ کرتے ہیں اَلْاَعْمَارِ عمر [جمع]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے نرمی میں سے ایک حصہ دیا گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی میں سے ایک حصہ دے دیا گیا اور صلہ رحمی، حسن خلق اور اچھا پڑوسی بننا گھروں کو آباد کرتا ہے اور عمروں میں اضافہ کرتا ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی برکات کو بیان فرمایا ہے کہ ان سے گھر آباد ہوتے ہیں یعنی گھروں کے باہمی جھگڑے ختم ہوتے ہیں اور نفرتیں جنم نہیں لیتیں، عمر میں برکت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دنیا میں بھی سکون وچین اور بابرکت عمر نصیب ہوتی ہے۔ ان تین باتوں میں سے ایک رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا بھی ہے۔

پانچویں فصل: پڑوسیوں کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَّا يَأْمَنُ جَارُهٗ غَوَائِلَهٗ.

مستدرک حاکم: رقم الحدیث 7380

لَيْسَ نہیں ہے بِمُؤْمِنٍ مؤمن مَنْ جو شخص لَّا يَأْمَنُ محفوظ نہ ہو جَارُهٗ اس کا پڑوسی غَوَائِلَهٗ اس کی شرارتیں

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔

تشریح الحدیث:

اچھی زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور اسی حسن سلوک کی حدیث مبارک میں تاکید کی گئی ہے کہ جو شخص اپنے دوستوں اور اپنے ہمسائیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے اور ہر حالت میں ان کا خیر خواہ رہتا ہے تو وہ نہ صرف بہترین دوست اور بہترین پڑوسی قرار پاتا ہے بلکہ یہ حسنِ سلوک؛ تکمیلِ ایمان کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَنٰى بِنَاءً فَلْيَدْ عَمْهُ حَائِطَ جَارِهٖ.

مسند احمد: رقم الحدیث 2098

مَنْ جو شخص بَنٰى اس نے بنایا بِنَاءً عمارت فَلْيَدْ عَمْهُ پس چاہیے کہ اسے سہارا دے حَائِطَ دیوار جَارِهٖ اس کا پڑوسی

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کوئی عمارت بنائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کی دیوار کے لیے (اگر وہ اس پر کمرہ بنانا چاہے تو) اسے سہارا

بنانے دے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا مکان کمرہ وغیرہ بنانا چاہتا ہے تو اپنے ہمسائے کی دیوار پر بنالے مثلاً چھت وغیرہ کے لیے ہمسائے کی دیوار استعمال کرلے اس سے ہمسائے کی دیوار مضبوط ہوگی۔ اسی طرح گھر کے ساتھ والا پڑوسی اگر کوئی مکان، کمرہ وغیرہ بنانا چاہتا ہے اور وہ اسی دیوار پر ہی کمرے کی چھت ڈالے جو دیوار دونوں کے درمیان مشترک ہے تو انہیں نہ روکا جائے بلکہ بخوشی اجازت دینی چاہیے۔ یہ بات پیشِ نظر رہے کہ یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں ہے اس لیے اگر ایک ہمسایہ دوسرے کو یہ کام کرنے سے روکنا چاہے تو روک سکتا ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهٗ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 5185

مَنْ جو شخص كَانَ يُؤْمِنُ ایمان رکھتا ہے بِاللهِ اللہ پر وَ اور اَلْيَوْمِ الْاٰخِرِ قیامت کا دن فَلَا يُؤْذِي پس چاہیے کہ وہ تکلیف نہ دے جَارَهٗ اس کا پڑوسی

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

تشریح الحدیث:

اس روایت میں بھی پڑوسیوں کے حقوق کی تاکید کی گئی ہے کہ ان کا خیال رکھنا کس حد تک ضروری ہے کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے۔ ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو'' کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کے اسلام کا تقاضا ہی یہی ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کا خیال رکھے اور اسے دکھ یا تکلیف دینے سے احتراز کرے۔

چھٹی فصل: یتیموں کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ لَهُ: إِنْ أَرَدْتَّ تَلْيِيْنَ قَلْبِكَ فَأَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ وَامْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ.

مسند احمد: رقم الحدیث 7566

شَكَا اس نے شکایت کی إِلَى طرف رَسُوْلِ اللهِ اللہ کے رسول قَسْوَةَ سختی قَلْبِهِ اس کا دل أَرَدْتَّ تو چاہے تَلْيِيْنَ نرم کرنا قَلْبِكَ تیرا دل فَأَطْعِمْ پس کھلا اَلْمِسْكِيْنَ مسکین اِمْسَحْ ہاتھ پھیر رَأْسَ سر اَلْيَتِيْمِ یتیم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس کا دل بہت سخت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے تو مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو۔

تشریح الحدیث:

شریعت مطہرہ میں یتیموں کے حقوق کا خاص خیال کیا گیا ہے اور اس روایت میں دل کی سختی کا علاج یتیم کا خیال کرنے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے تجویز فرمایا گیا ہے لیکن محض ہاتھ رکھنے پر ہی اکتفاء نہیں کرنا چاہیے بلکہ حدیث میں یہ بتانا مقصود ہے کہ یتیم کے ساتھ محبت کریں، اس کی ضروریات پوری کریں اور دیگر تمام حقوق کی رعایت کریں۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 5304

كَافِلُ کفالت کرنے والا اَلْيَتِيْمِ یتیم فِي میں اَلْجَنَّةِ جنت هٰكَذَا اس طرح وَ اور أَشَارَ اشارہ کیا بِالسَّبَّابَةِ انگشت

شہادت سے وَ اور اَلْوُسْطٰی درمیانی انگلی وَ اور فَرَّجَ فاصلہ رکھا بَیْنَھُمَا ان دونوں کے درمیان شَیْئًا تھوڑا سا

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔ آپ نے اپنی شہادت اور درمیان والی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں میں تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔

تشریح الحدیث:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کے حقوق کو پورا کرنے پر دخولِ جنت کو ایک حسی مثال کے ذریعے سمجھایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت والی انگلی اور اس کے برابر کی بیچ والی انگلی اس طرح اٹھا کر ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔ آپ ﷺ یہ بتلانا چاہتے تھے کہ جتنا تھوڑا سا فاصلہ اور فرق تم میری ان دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہو بس اتنا ہی فاصلہ اور فرق جنت میں میرے اور اس آدمی کے مقام میں ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس دنیا میں کسی یتیم کی کفالت اور پرورش کا بوجھ اٹھائے۔ ایسا آدمی جنت میں میرے بہت قریب ہو گا۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ ضَمَّ يَتِيْماً لَّهٗ أَوْ لِغَيْرِهٖ حَتّٰى يُغْنِيَهُ اللهُ عَنْهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

المعجم الاوسط للطبرانی: رقم الحدیث 5345

ضَمَّ ملایا یَتِیْمًا یتیم لِغَیْرِہٖ اس کے غیر کا حَتّٰی یہاں تک کہ یُغْنِیَهُ اس کو بے نیاز کر دے وَجَبَتْ واجب ہو گئی

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے یتیم یا غیر کے یتیم کی دیکھ بھال کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے مستغنی کر دیا (وہ یتیم خود اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا) تو اس (یتیم کی پرورش کرنے والے) کے لیے جنت واجب ہو گئی۔

تشریح الحدیث:

یتیم کی پرورش اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا گویا جنت کا دروازہ کھولنے کی چابی ہے، خواہ وہ یتیم اس کا اپنا قریبی ہو جیسے پوتا، بھتیجا اور بھانجا وغیرہ یا بیگانہ ہو یعنی جس کے ساتھ رشتہ داری وغیرہ کا کوئی خاص تعلق نہ ہو۔

ساتویں فصل: مہمان کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْلِيَصْمُتْ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث6018

يُؤْمِنُ ایمان لاتا ہے بِاللهِ اللہ پر فَلَا يُؤْذِ پس وہ تکلیف نہ دے جَارَهٗ اس کا پڑوسی فَلْيُكْرِمْ پس چاہیے کہ وہ اکرام کرے ضَيْفَهٗ اس کا مہمان فَلْيَقُلْ پس چاہیے کہ وہ کہے خَيْرًا بھلائی کی بات اَوْ یا لِيَصْمُتْ وہ خاموش رہے

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ خیر کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث پاک میں کامل مؤمن کی تین نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں:

1: پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا

2: مہمان کا اکرام کرنا

3: فضول اور لغو باتوں سے بچتے ہوئے خیر کی بات کہنا ورنہ خاموش رہنا۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: لَا خَيْرَ فِي مَنْ لَّا يُضِيْفُ.

مسند احمد: رقم الحدیث17350

لَا نہیں خَيْرَ کوئی خیر فِي میں مَنْ جو لَا يُضِيفُ مہمان نوازی نہیں کرتا

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی مہمان نوازی نہیں کرتا اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں مہمان نوازی نہ کرنے والے کو گویا ہر طرح کی بھلائی سے محروم قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی وسعت کے مطابق مہمان نوازی کرنی چاہیے اور مہمان کا اکرام کرنا، اس کی ضروریات کو پورا کرنا، راحت کے اسباب میسر کرنا اور اس سے اچھے انداز سے پیش آنا یہ سب امور مہمان نوازی میں داخل ہیں۔ ان امور کی انجام دہی سے کترانا نہیں چاہیے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهِ إِلَى بَابِ الدَّارِ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 3358

إِنَّ بلاشبہ مِنْ سے اَلسُّنَّةِ سنت أَنْ کہ يَخْرُجَ وہ نکلے اَلرَّجُلُ آدمی مَعَ ساتھ ضَيْفِهِ اس کا مہمان إِلَى تک بَابِ دروازہ اَلدَّارِ گھر

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی سنت ہے کہ آدمی مہمان کے ساتھ (اسے رخصت کرتے وقت) گھر کے دروازے تک آئے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں مہمان نوازی کے آداب میں سے ایک اہم ادب کو بیان کیا گیا ہے کہ جب مہمان رخصت ہونے لگے تو مہمان کو گھر کے دروازے تک چھوڑ آنا چاہیے۔ اس سے مہمان کی دلجوئی ہوتی ہے اور اس کے دل کو تسکین ہوتی ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جب مہمان کو گھر کے دروازے پر آکر رخصت کیا جائے گا تو باہر سے گزرنے والے کسی اجنبی کے دل میں اس مہمان کے متعلق بدگمانی نہیں ہوگی۔

آٹھویں فصل: استاذ اور شاگرد کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَيَقُولُ: مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّيْنِ فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 2650

تَبَعٌ تابع يَأْتُونَكُمْ وہ تمہارے پاس آئیں گے أَقْطَارِ گوشے يَتَفَقَّهُونَ وہ سمجھنا چاہیں گے اَلدِّينِ دین فَإِذَا پس جب أَتَوْكُمْ وہ تمہارے پاس آئیں گے فَاسْتَوْصُوا پس تم سلوک کرو / تم برتاؤ کرو خَيْرًا بھلائی

ترجمہ: حضرت ابوہارون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس (حصولِ علم کے لیے) آتے تو وہ کہتے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق تمہیں خوش آمدید۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ تمہارے تابع ہیں۔ کچھ لوگ تمہارے پاس زمین کے گوشے گوشے سے علم دین حاصل کرنے کے لیے آئیں گے تو جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تمہیں چاہیے کہ ان کے ساتھ بھلائی والا معاملہ کرو۔

تشریح الحدیث:

استاذ کو چاہیے کہ دین سیکھنے کے لیے آنے والے طلبہ کا بہت خیال رکھے، ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے، ان کی ضرورتوں کا خیال رکھے، محبت وشفقت کا معاملہ کرے اور ان کو علوم دینیہ سے آراستہ کرے۔ مزید آپ علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ لوگ یعنی شاگرد افعال واقوال میں اساتذہ کے تابع ہوتے ہیں۔ چونکہ تم نے مجھ سے اچھے اخلاق کی تعلیم حاصل کی ہے اور تم میرے شاگرد ہو اور میں تمہارا استاذ، تو اسی طرح تمہارے بعد آنے والے بھی تمہارے شاگرد ہوں گے ان کی دلجوئی کرتے رہنا، ان کے ساتھ بھلائی کرنا اور ان کے حقوق میں کوتاہی نہ کرنا۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ

أُعَلِّمُكُمْ .

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 8

إِنَّمَا بلاشبہ أَنَا میں لَكُمْ تمہارے لیے بِمَنْزِلَةِ درجہ میں اَلْوَالِدِ باپ أُعَلِّمُكُمْ میں تمہیں سکھاتا ہوں

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں تمہارے لیے والد کی مانند ہوں؛ میں تمہیں سکھاتا ہوں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں امت کے لیے روحانی باپ کی طرح ہوں۔ معلوم ہوا کہ استاذ کی حیثیت بھی ایک باپ کی طرح ہے، لہٰذا طلبہ کو چاہیے کہ استاذ کو اپنا روحانی والد سمجھتے ہوئے عزت و احترام کریں، استاذ کے مرتبے کا خیال کریں اور اطاعت کریں۔ اسی طرح استاذ کو بھی چاہیے کہ وہ شاگردوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھے، ان کو باپ کا سایہ دے، ان کی صحیح معنوں میں تربیت کرے۔ استاذ کی خدمت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ علوم میں اور والدین کی خدمت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ وتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تُعَلِّمُوْنَهٗ وَلَا تَكُوْنُوْا جَبَابِرَةِ الْعُلَمَآءِ.

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: رقم الحدیث 3381

تَوَاضَعُوْا تم عاجزی اختیار کرو تَعَلَّمُوْنَ تم علم حاصل کرتے ہو تُعَلِّمُوْنَهٗ اس کو تم سکھاتے ہو جَبَابِرَةَ متکبر

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جن سے علم حاصل کرتے ہو اور جنہیں سکھاتے ہو اُن کے لیے تواضع اور عاجزی اختیار کرو، متکبر علماء نہ بنو۔

تشریح الحدیث:

اس موقوف حدیث میں حصولِ علم کے چند آداب بیان کیے گئے ہیں کہ طلبہ اساتذہ کے ساتھ عاجزی سے پیش آنا چاہیے اور اساتذہ؛ طلبہ سے شفقت کا معاملہ کریں اور بے جا سختی اور بلا جواز دباؤ ڈالنے سے بھی احتراز کریں۔

نویں فصل: عام مسلمانوں کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 10

سَلِمَ محفوظ رہا لِسَانِهٖ اس کی زبان وَ اور يَدِهٖ اس کا ہاتھ هَجَرَ اس نے چھوڑ دیا نَهٰى منع کیا اللهُ اللہ عَنْهُ اس سے

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو (بن عاص) رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حقیقی) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور (حقیقی) مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے لوگوں کے ساتھ سلوک کیسا ہونا چاہیے آدمی کے کسی بھی قول و فعل سے دوسرے مسلمان کو تکلیف و مصیبت نہ پہنچے۔ ہر ایک کے لیے خیر خواہی کا جذبہ ہونا چاہیے۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ حدیث کا یہ معنی نہیں ہے کہ جو مسلمانوں کو تکلیف دے اس کے اسلام کا انکار کر دیا جائے اور جو گناہ نہ چھوڑے اس کے مہاجر ہونے کا انکار کر دیا جائے بلکہ مراد یہاں سے کمالِ اسلام اور کمالِ ہجرت کو بیان کرنا ہے۔

حدیث مبارک کے دوسرے حصے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے علاقہ چھوڑتا ہے، ہجرت کرتا ہے، تو وہ مہاجر ہے اور اگر کوئی گناہ چھوڑ دے تب بھی وہ مہاجر ہے۔ یعنی یہ سمجھانا مقصود ہے کہ جب تم نے کلمہ پڑھ لیا ہے تو گناہوں کو بھی چھوڑ دو۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى

الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1240

خَمْسٌ پانچ رَدُّ السَّلَامِ سلام کا جواب دینا وَ اور عِيَادَةُ بیمار پرسی کرنا اَلْمَرِيْضِ بیمار وَ اور اِتِّبَاعُ پیچھے چلنا اَلْجَنَائِزِ جنازے إِجَابَةُ الدَّعْوَةِ دعوت کو قبول کرنا وَ اور تَشْمِيْتُ چھینک کا جواب دینا اَلْعَاطِسِ چھینکنے والا

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان بھائی پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے پیچھے چلنا (جنازے میں شرکت کرنا)، دعوت قبول کرنا اور چھینک پر (اس کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے کے جواب میں) يَرْحَمُكَ اللهُ کہنا۔

تشریح الحدیث:

نبی کریم ﷺ نے مسلمان کے مسلمان پر یہ حقوق بتلائے ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے میں شرکت کرنا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے کے جواب میں يَرْحَمُكَ اللهُ کہنا۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 57

بَايَعْتُ میں نے بیعت کی رَسُوْلَ اللهِ اللہ کے رسول إِقَامِ قائم کرنا اَلصَّلَاةِ نماز إِيْتَآءِ دینا اَلنُّصْحِ خیر خواہی کرنا

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابی رسول نے جہاں اہم عبادات جیسے نماز اور زکوۃ کی ادائیگی پر بیعت کی ہے، اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کرنے پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔

دسویں فصل: عام انسانوں کے حقوق

حدیث نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ. وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 3166

قَتَلَ اس نے قتل کیا مُعَاهَدًا جس شخص سے وعدہ کر لیا گیا لَمْ يَرِحْ نہیں سونگھے گا رَآئِحَةَ خوشبو اَلْجَنَّةِ جنت وَ اورإِنَّ بلاشبہ رِيْحَهَا اس کی خوشبو تُوْجَدُ پائی جائے گی مِنْ سے مَسِيْرَةِ فاصلہ أَرْبَعِيْنَ چالیس عَامًا سال

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی معاہد کو (یعنی ایسا غیر مسلم جو مسلمانوں کے ملک میں رہتا ہو اور اس نے معاہدہ کر لیا ہو کہ آپ کے ملک کے قوانین کی پاسداری کروں گا) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔

تشریح الحدیث:

اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک کی بھی تاکید کی ہے اور ان کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ اس حدیث مبارک میں کسی ذمی کو ناحق قتل کرنے کی اس قدر شدید مذمت بیان کی گئی ہے کہ ایسا شخص جنت میں جانا تو کجا جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ "جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو جہاں پہنچنے میں چالیس سال لگتے ہیں اتنی دور سے جنت کی خوشبو آرہی ہو گی۔

فائدہ: ذمی کا قتل گناہ کبیرہ ہے، اگر کسی نے ذمی کو ناحق قتل کیا تو اس کا اخروی حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہیں تو اسے معاف فرما کر ابتداء میں ہی جنت میں داخل کر دیں اور اگر چاہیں تو اس جرم کی سزا دے کر جنت میں بھیجیں۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطُوا الْأَجِيْرَ أَجْرَهٗ مِنْ

قَبۡلِ أَنۡ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ.

شرح مشکل الآثار: رقم الحدیث 3014

أَعۡطُوۡا دے دو اَلۡاَجِيۡرَ مزدور أَجۡرَهٗ اس کی مزدوری يَجِفَّ سوکھ جائے عَرَقُهٗ اس کا پسینہ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کر دیا کرو۔

تشریح الحدیث:

پسینہ خشک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مزدور جب تمہارا کام پورا کر دے تو اس کی مزدوری فوراً ادا کر دی جائے۔ اس میں تاخیر بالکل نہ کی جائے اور مزدوری کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کی جائے۔

حدیث نمبر 3:

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: اَلۡخَلۡقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَأَحَبُّ الۡخَلۡقِ إِلَى اللّٰهِ مَنۡ أَحۡسَنَ إِلٰى عِيَالِهٖ.

شعب الایمان: رقم الحدیث 7448

اَلۡخَلۡقُ تمام مخلوق عِيَالُ کنبہ فَأَحَبُّ سب سے محبوب أَحۡسَنَ اچھا سلوک کرے إِلٰى عِيَالِهٖ اس کے عیال سے

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اس لیے اللہ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ آدمی ہے جو اللہ کی عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں عام انسانوں اور مخلوقات کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں ہدایات ارشاد فرمائی گئی ہیں کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال یعنی اس کا کنبہ ہے۔ کیونکہ آدمی کے عیال ان کو کہا جاتا ہے جن کی زندگی کی ضروریات کھانے، کپڑے وغیرہ کا وہ کفیل ہو۔ بلاشبہ اس لحاظ سے ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔ وہی سب کا پروردگار ہے۔ لہٰذا جو آدمی اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محبت فرمائیں گے۔

اَلتَّمرِیْنُ الرَّابِعُ

خالی جگہ پر کریں:

1۔ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی...........ہے۔

2۔مزدور کی مزدوری اس کا...........خشک ہونے سے پہلے ادا کیا کرو۔

3۔استاذ کی حیثیت...........کی طرح ہے۔

4۔اس شخص میں کوئی...........نہیں جو مہمان نوازی نہیں کرتا۔

5۔اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے تو...........کو کھانا کھلاؤ۔

6۔باپ پر بچے کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کا........... تجویز کرے۔

7۔عقیقہ کرنے سے بچہ...........سے محفوظ رہتا ہے اور فرمانبردار ہوتا ہے۔

8۔تم پاک دامنی کے ساتھ رہو گے تو تمہاری عورتیں...........رہیں گی۔

9۔مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور...........سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1۔وہ شخص کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو اس کا:

پڑوسی　　دوست　　مہمان

2۔جنت کی خوشبو مسافت سے سونگھی جاتی ہے:

30سال　　40سال　　50سال

3۔اس عمل سے عمر میں برکت ہوتی ہے:

سچائی　　صلہ رحمی　　امانت داری

4۔حدیث مبارک میں مسلمان کے مسلمان پر حقوق بیان کیے گئے ہیں:

3　　5　　7

5۔اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا رویہ لطف و محبت کا ہو:

دوست سے پڑوسی سے بیوی سے

6۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں حقوق کی تاکید فرمائی:

اولاد رشتے دار پڑوسی

7۔حدیث کے مطابق اگر میں مخلوق میں سے کسی کو سجدے کا حکم دیتا تو حکم دیتا:

اولاد کو بیوی کو شاگرد کو

8۔بچے کی ولادت کے بعد نام رکھنا چاہیے:

دوسرے دن پانچویں دن ساتویں دن

9۔اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان کی رضامندی میں ہے:

باپ بیٹا بیوی

مختصر جواب لکھیں:

1۔پڑوسی کے حقوق حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

2۔حدیث مبارک میں مذکور "والدین تمہاری جنت اور دوزخ ہیں" کا کیا مطلب ہے؟

3۔حدیث مبارک کی روشنی میں حصول علم کے چند آداب بیان کریں۔

4۔حدیث مبارک میں مذکور "بچہ عقیقہ کے جانور کے عوض گروی ہوتا ہے" کا مفہوم بیان کریں۔

5۔اولاد کے کوئی سے تین حقوق بیان کریں۔

6۔رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے دو فائدے بیان کریں۔

7۔یتیم کی کفالت کی فضیلت حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

8۔مہمان کو رخصت کرنے کا مسنون طریقہ بیان کریں۔

9۔مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق بیان کریں۔

10۔ذمی کو قتل کرنے پر حدیث مبارکہ میں کیا وعید ارشاد فرمائی گئی ہے؟

اَلْبَابُ الْخَامِسُ: اَلْمُعَامَلَات

پانچواں باب: معاملات

اس باب میں پانچ فصول ہوں گی۔

اس باب میں آپ درج ذیل عنوانات کے متعلق احادیث پڑھیں گے!

1: تجارت
2: سود
3: شرکت ومضاربت
4: ہدیہ
5: وصیت ووراثت

اس باب میں آپ سیکھیں گے!!!

1: احادیث کا لفظی ترجمہ!
2: احادیث کا بامحاورہ ترجمہ!
3: تشریح الحدیث!
4: ضروری فوائد!
5: مشقی سوالات!

پہلی فصل: تجارت

حدیث نمبر 1:

عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا، وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهٗ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهٗ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2606

اَللّٰهُمَّ اے اللہ بَارِكْ برکت عطافرما لِأُمَّتِيْ میری امت کے لیے مِنْ سے بُكُوْرِهَا اس کے دن کے ابتدائی وقت وَاور كَانَ تھا إِذَا جب بَعَثَ اس نے بھیجا سَرِيَّةً کوئی سریہ أَوْ یا جَيْشًا لشکر بَعَثَهُمْ اس نے ان کو بھیجا فِيْ میں أَوَّلِ پہلا اَلنَّهَارِ دن کا وقت وَ اور كَانَ تھا صَخْرٌ صخر (ایک صحابی کا نام) رَجُلًا آدمی تَاجِرًا تاجر يَبْعَثُ وہ بھیجتا ہے تِجَارَتَهٗ اس کی تجارت مِنْ سے أَوَّلِ پہلا اَلنَّهَارِ دن کا وقت فَأَثْرٰى پس وہ مالدار ہو گیا وَ اور كَثُرَ بہت ہو گیا مَالُهٗ اس کا مال

ترجمہ: حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا (اے اللہ! میری امت کے لیے دن کے ابتدائی حصہ میں برکت دے) اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سریہ یا لشکر روانہ کرتے تو دن کی ابتدا میں بھیجتے۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ تجارت کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی تجارت کی ابتدا صبح سویرے کرتے تھے تو (اس کی برکت سے) وہ مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے دو باتیں بطور خاص ثابت ہوتی ہیں:

1: صبح کا وقت بابرکت ہوتا ہے۔

2: تجارت کی فضیلت۔

اگر تجارت وکاروبار صبح کے وقت شروع کیا جائے تو اس کا اثر مال ومتاع کی کثرت کی صورت میں ظاہر ہو گا جیسا کہ صحابی کے واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ ہمارے یہاں المیہ یہ ہے کہ دکانوں کو صبح تاخیر سے کھولا جاتا ہے اور رات کو کافی دیر سے بند کیا جاتا ہے جس سے عموماً فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور بابرکت وقت میں کاروبار نہیں ہو پاتا۔

حدیث نمبر2:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى فَرَأَى النَّاسَ يَتَبَايَعُونَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! فَاسْتَجَابُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعُوا أَعْنَاقَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث1210

أَنَّهُ بلاشبہ وہ خَرَجَ وہ نکلا مَعَ ساتھ اَلنَّبِيِّ نبی إِلَى طرف اَلْمُصَلَّى عید گاہ فَرَأَى پس اس نے دیکھا اَلنَّاسَ لوگ يَتَبَايَعُونَ وہ خرید و فروخت کرتے ہیں فَقَالَ پس فرمایا يَا اے مَعْشَرَ جماعت اَلتُّجَّارِ تجارت کرنے والے فَاسْتَجَابُوا پس وہ متوجہ ہوئے لِرَسُولِ اللهِ اللہ کے رسول کے لیے وَ اور رَفَعُوا انہوں نے بلند کیا أَعْنَاقَهُمْ اپنی گردنیں وَ اور أَبْصَارَهُمْ اپنی نظریں إِلَيْهِ اس کی طرف فَقَالَ پھر فرمایا إِنَّ بلاشبہ اَلتُّجَّارَ تجارت کرنے والے يُبْعَثُونَ وہ اٹھائے جائیں گے يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن فُجَّارًا گنہگار إِلَّا مگر مَنِ جو اِتَّقَى وہ ڈرا اَللهَ اللہ سے وَ اور بَرَّ اس نے نیکی کی وَ اور صَدَقَ اس نے سچ بولا

ترجمہ: حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خرید و فروخت کرتے دیکھا تو فرمایا: اے تاجروں کے گروہ! تو لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سننے کے لیے اپنی گردنیں آپ کی طرف بلند کیں اور نظروں کو اونچا کر لیا۔ (یعنی خوب متوجہ ہو گئے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تاجروں کو قیامت کے دن گنہگار اٹھایا جائے گا سوائے اس تاجر کے جو اللہ سے ڈرے، نیک کام کرے اور سچ بولے۔

تشریح الحدیث:

دنیا کا کوئی بھی معاملہ ہو اس میں سچائی کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اس حدیث مبارک میں تاجروں کو نصیحت کی جارہی ہے کہ اپنی تجارت سچائی، صحیح ماپ تول اور امانت کے ساتھ کیا کریں۔ جو تاجر مذکورہ اوصاف سے متصف ہو کر تجارت کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجارت میں برکت عطا فرمائیں گے اور قیامت کے دن اجر ثواب سے نوازیں گے۔ ایسا تاجر جس کے دل میں فریب ہو اور تجارت کرتے ہوئے جھوٹ سے کام لے تو ایسے آدمی کی تجارت میں برکت بھی نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عذاب میں مبتلا کریں گے۔ تو جھوٹ کا نقصان دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّاجِرُ الْاَمِيْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 2139

اَلتَّاجِرُ تجارت کرنے والا اَلْاَمِيْنُ امانت دار اَلصَّدُوْقُ سچا اَلْمُسْلِمُ مسلمان مَعَ ساتھ اَلشُّهَدَآءِ شہید کی جمع يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امانت دار اور سچا مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہو گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث میں امانت دار اور سچے تاجر کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن اس کا حشر شہداء کے ساتھ ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح طریقے سے تجارت کرنا نہ صرف دنیا کے اعتبار سے مفید ہے بلکہ ایک اہم عبادت کے ساتھ ساتھ بڑے اجر و مرتبہ کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

دوسری فصل: سود

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مثلاً بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى الْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَاءٌ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 4064

اَلذَّهَبُ سونا بِالذَّهَبِ سونے کے بدلے اَلْفِضَّةُ چاندی اَلْبُرُّ گندم اَلشَّعِيرُ جَو اَلتَّمْرُ کھجور اَلْمِلْحُ نمک مَثَلاً بِمِثْلٍ برابر سرابر يَدًا بِيَدٍ نقد و نقد زَادَ اس نے زیادہ کیا اِسْتَزَادَ زیادتی کا مطالبہ کیا أَرْبٰى اس نے سود لیا اَلْاٰخِذُ لینے والا اَلْمُعْطِي دینے والا

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جَو جَو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے، برابر سرابر اور نقد در نقد فروخت کیا کرو۔ جس آدمی نے زیادہ لیا یا زیادتی کا مطالبہ کیا تو اس نے سودی کاروبار کیا۔ اس میں زیادہ لینے اور زیادہ دینے والا؛ دونوں گناہ میں برابر شریک ہیں۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں بھی ماپ کر یا تول کر فروخت کی جاتی ہیں جب ان کا تبادلہ ان کی جنس کے ساتھ کیا جائے تو ضروری ہے کہ دونوں چیزیں برابر برابر ہوں اور یہ معاملہ ہاتھ در ہاتھ کیا جائے، اس میں اُدھار بھی ناجائز ہے اور کمی بھی ناجائز ہے۔ مثلاً گندم کا تبادلہ گندم کے ساتھ کیا جائے تو دونوں باتیں ناجائز ہوں گی، یعنی کمی بیشی بھی ناجائز اور اُدھار بھی ناجائز اور اگر گندم کا تبادلہ جو کے ساتھ کیا جائے تو کمی جائز، مگر اُدھار ناجائز ہے۔ یہاں تجارت اور قرض میں فرق مد نظر رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی آدمی اس شرط پر کسی سے سونا یا گندم لیتا ہے کہ سال بعد وہ اتنا ہی سونا یا گندم واپس کرے گا تو یہ صورت شرعاً جائز ہے کیونکہ یہ قرض ہے نہ کہ تجارت۔

حدیث نمبر2:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهٗ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 1206

لَعَنَ لعنت کی اٰكِلَ کھانے والا اَلرِّبَا سود مُؤْكِلَهٗ اس کا کھلانے والا شَاهِدَيْهِ اس کے دونوں گواہ كَاتِبَهٗ اس کا لکھنے والا

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، سود دینے والے، سود کے دونوں گواہوں اور اس (سودی معاملہ) کے لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

تشریح الحدیث:

سود کی اس حد تک مذمت ہے کہ ہر وہ بندہ جو سود میں کسی بھی اعتبار سے شریک ہو خواہ وہ سودی معاملہ کو لکھنے والا ہو یا سود کا گواہ بننے والا ہو یا وہ سود کا دلال بننے والا ہو وہ بھی سود خور کے حکم میں ہو گا۔

حدیث نمبر3:

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهٖ إِلٰى قِلَّةٍ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 2279

مَا نہیں أَحَدٌ کوئی أَكْثَرَ اس نے زیادہ کیا مِنْ سے اَلرِّبَا سود إِلَّا مگر عَاقِبَةُ انجام أَمْرِهٖ اس کا کام إِلٰى طرف قِلَّةٍ کمی

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی بھی سود سے مال بڑھائے گا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا مال کم ہی ہو جاتا ہے۔

تشریح الحدیث:

بظاہر سود سے کچھ وقت کے لیے دیکھنے میں مال بڑھتا ہوا نظر آتا ہے لیکن حقیقت اور انجام کار کے اعتبار سے وہ مال کم ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مصائب، بیماریوں، حادثات اور پریشانیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں جو اس کے مال کی کمی کا سبب بنتی ہیں اور مال میں بے برکتی ہوتی ہے۔

تیسری فصل: مضاربت و شرکت

حدیث نمبر 1:

حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ كَانَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ: اَلْاَرْضُ عِنْدِي مِثْلُ مَالِ الْمُضَارَبَةِ فَمَا صَلُحَ فِيْ مَالِ الْمُضَارَبَةِ صَلُحَ فِي الْاَرْضِ وَمَا لَمْ يَصْلُحُ فِي مَالِ الْمُضَارَبَةِ لَمْ يَصْلُحُ فِي الْاَرْضِ. قَالَ: وَكَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّدْفَعَ أَرْضَهٗ كُلَّهَا إِلَى الْاَكَّارِ عَلٰى أَنْ يَّعْمَلَ فِيْهَا بِنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَأَعْوَانِهٖ وَبَقَرِهٖ وَلَا يُنْفِقَ شَيْئًا وَتَكُوْنَ النَّفَقَةُ كُلُّهَا مِنْ رَّبِّ الْاَرْضِ.

سنن النسائی: رقم الحدیث 3960

اَلْاَرْضُ زمین عِنْدِي میرے نزدیک مِثْلُ طرح مَالِ الْمُضَارَبَةِ مال مضاربت فَمَا پس جو کچھ صَلُحَ درست ہے فِيْ میں مَالِ مال اَلْمُضَارَبَةِ مضاربت صَلُحَ ٹھیک ہے فِيْ میں اَلْأَرْضِ زمین وَ اور مَا جو کچھ لَمْ يَصْلُحْ درست نہیں ہے فِيْ میں مَالِ مال اَلْمُضَارَبَةِ مضاربت لَمْ يَصْلُحُ وہ درست نہیں ہے فِيْ میں اَلْأَرْضِ زمین قَالَ اس نے کہا وَ اور كَانَ وہ تھا لَا يَرٰى نہیں دیکھتا تھا بَأْسًا کوئی حرج يَدْفَعَ وہ دے أَرْضَهٗ اس کی زمین اَلْأَكَّارِ مزارع يَعْمَلَ وہ عمل کرے فِيْهَا اس میں بِنَفْسِهٖ بذات خود وَ اور وَلَدِهٖ اس کا بیٹا وَ اور أَعْوَانِهٖ اس کے مددگار بَقَرِهٖ اس کی گائے لَا يُنْفِقَ وہ خرچ نہ کرے شَيْئًا کوئی چیز اَلنَّفَقَةُ خرچہ كُلُّهَا اس کا تمام مِنْ سے رَبِّ الْأَرْضِ مالکِ زمین

ترجمہ: حضرت ابن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میرے نزدیک زمین (بٹائی پر دینا) مضاربت کے مال کی طرح ہے۔ جو کچھ مالِ مضاربت میں جائز ہے وہ زمین (بٹائی پر دینے) میں بھی جائز ہے اور جو مال مضاربت میں جائز نہیں وہ زمین میں بھی جائز نہیں۔ اور وہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ زمین مزارع کے سپرد کر دے اور وہ (مزارع) اس میں خود یا اپنی اولاد اور اپنے ساتھیوں اور اپنے بیلوں وغیرہ کے ساتھ کام کرے اور خرچ کچھ نہ کرے بلکہ اخراجات سب کے سب مالک زمین کی طرف سے ہوں۔

تشریح الحدیث:

اس مقطوع حدیث سے مزارعت (بٹائی پر زمین دینا) کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ مشہور تابعی حضرت محمد بن

سیرین رحمہ اللہ مزارعت کو مضاربت پر قیاس کرتے ہیں۔ جس طرح مضاربت جائز ہے اسی طرح مزارعت بھی جائز ہے اس لیے کہ مضاربت اور مزارعت دونوں میں ایک ہی صورت ہوتی ہے۔ مضاربت میں ایک آدمی دوسرے کو رقم دیتا ہے کہ وہ اس رقم سے تجارت کرے، اسی طرح مزارعت میں بھی ایک آدمی اپنی ذاتی زمین دوسرے کو دیتا ہے کہ وہ اس میں زراعت کرے۔ پھر ان دونوں (مضاربت اور مزارعت) میں حاصل شدہ مال اور پیداوار کو فریقین کی باہمی رضامندی سے مقرر کردہ خاص نسبت سے تقسیم کیا جاتا ہے۔

یہاں مضاربت کی تعریف سمجھ لینی چاہیے۔ عقدِ مضاربت دو شخصوں کے درمیان ہونے والے اس معاہدے کا نام ہے جس میں ایک فریق کی جانب سے رقم اور دوسرے فریق کی جانب سے محنت و عمل ہو اور پھر حاصل ہونے والا نفع دونوں کے درمیان حسبِ معاہدہ تقسیم کیا جائے۔

حدیث نمبر2:

عَنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتَ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيكٍ كُنْتَ لَا تُدَارِينِي وَلَا تُمَارِينِي.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 2287

كُنْتَ آپ تھے شَرِيكِي میرے ساتھی فِي میں الْجَاهِلِيَّةِ زمانہ جاہلیت كُنْتَ آپ تھے خَيْرَ بہترین شَرِيكٍ ساتھی لَا تُدَارِينِي آپ میری مخالفت نہیں کرتے تھے لَا تُمَارِينِي آپ مجھ سے جھگڑتے نہیں تھے

ترجمہ: حضرت سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) زمانہ جاہلیت میں آپ میرے ساتھ تجارت میں شریک تھے تو آپ شراکت میں بہت بہترین ثابت ہوئے۔ نہ تو آپ میری مخالفت کرتے اور نہ ہی آپ جھگڑتے تھے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے نبی علیہ السلام کے کاروبار میں شراکت کے حوالے سے کئی امور معلوم ہوتے ہیں:

1: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت (نبوت ملنے سے پہلے) سے پہلے بھی بہترین اخلاق و کردار سے متصف تھے، اسی وجہ سے مشرکین آپ کو صادق اور امین کہتے تھے۔

2: کاروبار میں باہمی مشارکت جائز ہے، یاد رہے کہ شراکت؛ شرعی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے درست ہوگی۔

3: زمانہ جاہلیت میں کاروبار کی جو صورتیں رائج تھیں ان میں سے صرف وہی ناجائز ہوں گی جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا ہے۔

4: کاروبار کو سنجیدگی کے ساتھ کیا جائے، اس میں لڑنا جھگڑنا مؤمنین کا شیوہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمْ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3383

أَنَا میں ثَالِثُ تیسرا اَلشَّرِيكَيْنِ دوساتھی مَا بمعنٰی مَادَامَ یعنی جب تک کہ لَمْ يَخُنْ وہ خیانت نہ کرے أَحَدُهُمَا ان دومیں سے ایک صَاحِبَهُ اس کا ساتھی فَإِذَا پس جب خَانَهُ اس نے اس سے خیانت کی خَرَجْتُ میں نکل جاتا ہوں مِنْ سے بَيْنِهِمْ ان کے درمیان

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ مرفوعاً روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں (کاروبار کے) دو شریکوں کا تیسرا ہوں جب تک کہ ان دونوں شریکوں میں سے کوئی ایک شریک دوسرے ساتھی کے ساتھ خیانت نہ کرے اور جب کوئی شریک اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں (میری مدد ختم ہو جاتی ہے)۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے جہاں کاروبار و تجارت میں باہمی شراکت کا ثبوت ہوتا ہے وہاں امانت و دیانت کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے کہ تجارت میں ایک دوسرے کے ساتھ دیانت داری کا معاملہ کیا جائے وگرنہ برکت ختم ہو جائے گی۔ حدیث قدسی میں مذکور اللہ تعالیٰ کے فرمان "میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں" کا مطلب یہ ہے کہ کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور برکت ختم ہو جاتی ہے۔

چوتھی فصل: ہدیہ

حدیث نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَهَادُوْا تَحَابُّوْا.

شعب الایمان: رقم الحدیث 8976

تَهَادُوْا ایک دوسرے کو ہدیہ دو تَحَابُّوْا تم آپس میں محبت کرنے لگو گے

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

تشریح الحدیث:

شریعتِ مطہرہ میں باہمی پیار اور محبت مطلوب ہے اس لیے آدمی کو ہر وہ طریقہ جس سے آپس میں محبت پیدا ہو اختیار کرنا چاہیے۔ ان میں سے ایک ہدیہ بھی ہے جس سے محبت بڑھتی ہے تو آدمی کو ہدیہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نیز یہ بات ملحوظ رکھیں کہ ہدیہ آدمی کو حیثیت کے مطابق دینا چاہیے اور ہدیہ دیتے وقت کوئی دنیوی غرض، مالی لالچ مفاد وغیرہ شامل نہیں ہونا چاہیے اور جس کو ہدیہ دیا جا رہا ہو اس کی ضروریات کو سامنے رکھنا چاہیے، جس چیز کی اس کو ضرورت ہو کوشش کی جائے کہ ہدیہ میں وہ چیز پیش کی جائے نہ کہ ایسی چیز جس کی اسے ضرورت نہ ہو یا اس کے لیے اس سے فائدہ اٹھانا ہی ممکن نہ ہو۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 2585

يَقْبَلُ وہ قبول کیا کرتے تھے اَلْهَدِيَّةَ ہدیہ / تحفہ وَ اور يُثِيْبُ بدلہ دیا کرتے تھے عَلَيْهَا اس پر

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول بھی فرمالیا کرتے تھے اور اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے ہدیہ کا یہ ادب معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ کو قبول کرنے کے ساتھ اس کا کوئی نہ کوئی بدلہ بھی دینا چاہیے ہدیہ کا یہ بدل دینا مستحب ہے۔ یہ ضروری بھی نہیں کہ اسی وقت بدل دے دیا جائے بعد میں بھی دیا جاسکتا ہے۔ بدل میں اس وقت کوئی چیز دینا مشکل ہو تو جزَاكَ اللهُ خَيْرًا جیسے دعائیہ کلمات کے ساتھ اس کا شکریہ ادا کر دینا چاہیے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ دُعِيتُ إِلٰى ذِرَاعٍ أَوْ كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 2568

لَوْ اگر دُعِيتُ مجھے دعوت دی جائے إِلٰى طرف ذِرَاعٍ دستی أَوْ یا كُرَاعٍ پائے لَأَجَبْتُ تو میں قبول کروں گا لَوْ اگر أُهْدِيَ مجھے ہدیہ دیا جائے إِلَيَّ میری طرف ذِرَاعٌ دستی کا گوشت كُرَاعٌ پائے لَقَبِلْتُ تو میں قبول کروں گا

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے (جانور کی) دستی اور پائے (کے گوشت) کی بھی دعوت دی جائے تو میں قبول کرلوں گا اور اگر میری طرف (جانور کی) دستی یا پائے (کے گوشت) کا ہدیہ بھی بھیجا جائے تو مَیں اسے بھی میں قبول کروں گا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تحفہ؛ جتنا بھی تھوڑا ہو؛ قابلِ قدر ہے اور دعوت میں جو کچھ بھی پیش کیا جائے، دعوت بہرحال قبول کرلینی چاہیے۔ اس لیے کہ ان تحائف وہدایا سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اگرچہ تحفہ وہدیہ کم مقدار میں ہی کیوں نہ ہو۔ نیز اس حدیث سے گوشت کا بطور ہدیہ و تحفہ وہدیہ پیش کرنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

پانچویں فصل: وصیت ووراثت

حدیث نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهٗ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 974

يُوْصِيْ وصیت کرے يَبِيْتُ وہ گزارے لَيْلَتَيْنِ دوراتیں وَصِيَّتُهٗ اس کی وصیت مَكْتُوْبَةٌ لکھی ہوئی

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان بندے کی دوراتیں بھی اس حال میں گذریں کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس کے بارے میں وصیت کرنی چاہیے تو اس کے ذمے ضروری ہے کہ اس کے پاس اس کا وصیت نامہ لکھا ہوا موجود ہو۔

تشریح الحدیث:

مطلب یہ ہے کہ وصیت لکھنے یا لکھوانے میں سستی اور تاخیر نہ کی جائے۔ معلوم نہیں کہ موت کا فرشتہ کس وقت آ جائے۔ اس لیے ہر مومن کو چاہیے کہ وہ ہر وقت موت کو قریب سمجھے اور اپنا وصیت نامہ تیار رکھے، دو دن بھی ایسے گزرنے نہیں چاہییں کہ وصیت نامہ موجود نہ ہو۔ اس حکم میں دنیوی لحاظ سے بھی بہت بڑی خیر ہے، وصیت نامہ کے ذریعہ عزیز واقارب کے درمیان اٹھنے والے بہت سے تنازعات اور جھگڑوں کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر 2:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 6764

لَا يَرِثُ وارث نہیں بنے گا اَلْمُسْلِمُ مسلمان اَلْكَافِرَ کافر کا وَلَا اور نہ ہی اَلْكَافِرُ کافر اَلْمُسْلِمَ مسلمان کا

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان؛

کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور کافر؛ مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کافر؛ مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا اور نہ ہی مسلمان؛ کافر کا وارث بن سکتا ہے۔ مثلاً اگر باپ کافر ہو اور بیٹا مسلمان؛ تو یہ مسلمان بیٹا اپنے کافر باپ کا وارث نہیں ہو گا اسی طرح اس کے بر عکس کا بھی یہی حکم ہے۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 2109

اَلْقَاتِلُ قتل کرنے والا لَا يَرِثُ وارث نہیں ہو گا

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قاتل (مقتول کا) وارث نہیں ہو گا۔

تشریح الحدیث:

قاتل؛ مقتول کا وارث نہیں بن سکتا، خواہ خاندان کے دیگر لوگ اس سے قصاص لینے کے بجائے اسے معاف بھی کر دیں۔ کوئی بھی ایسا آدمی جو شرعاً وراثت کا استحقاق رکھتا ہو لیکن وہ اپنے مُورِث کو قتل کر دے تو اسے وراثت میں سے حصہ نہیں دیا جائے گا۔ وہ اسباب جن کی وجہ سے آدمی وراثت سے محروم ہو جاتا ہے، چار ہیں:

1: غلام ہونا۔ آزاد؛ غلام کا اور غلام؛ آزاد کا وارث نہیں ہوتا۔

2: قتل۔ جس وارث نے اپنے مُورِث کو قتل کر دیا ہو تو ایسے قاتل کو وراثت نہیں ملتی۔

3: اختلافِ دین۔ یعنی وارِث اور مُورِث کا دین مختلف ہو۔ یعنی ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو۔

4: اختلافِ دارَین۔ وارِث اور مُورث کا ایک دوسرے سے دَار کا اختلاف ہونا، مثلاً ایک دارالحرب میں ہو اور دوسرا؛ دارالاسلام میں ہو۔ اس چوتھے سبب کا اطلاق صرف غیر مسلموں پر ہوتا ہے۔ مسلمان کسی بھی جگہ ہو، وہ اپنے مسلمان مُورِث کا وارث ہوتا ہے۔ اس کی مزید تفصیل فقہ اسلامی کی بڑی کتابوں میں ہے۔

اَلتَّمرِینُ الْخَامِسُ

خالی جگہ پر کریں:

1۔ سچا اور امانت دار مسلمان تاجر قیامت کے دن...........کے ساتھ ہو گا۔

2۔ سود لینے والے اور اس کے لکھنے والے پر...........بھیجی گئی ہے۔

3۔ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے تھے: میرے نزدیک زمین...........کی طرح ہے۔

4۔ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کیونکہ اس سے آپس میں...........بڑھتی ہے۔

5۔ آدمی کو ہدیہ...........مطابق دینا چاہیے۔

6۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ...........فرمالیا کرتے تھے۔

7۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ کا...........بھی دیا کرتے تھے۔

8۔ ”لَا تُمَارِيْنِيْ“ کا معنی ہے آپ مجھ سے...........نہیں تھے۔

9۔ قاتل مقتول کا...........نہیں ہو گا۔

درست جواب کی نشاندہی کریں:

1۔ موانعِ ارث ہیں:

3　　　4　　　5

2۔ یہ صحابی اپنی تجارت صبح سویرے شروع کرتے تھے تو مالدار ہو گئے:

صخر غامدی رضی اللہ عنہ　　　ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ　　　عثمان غنی رضی اللہ عنہ

3۔ ایسا معاہدہ جس میں ایک جانب سے رقم اور دوسری جانب سے محنت و عمل ہو؛ کہلاتا ہے:

شرکت　　　بیع سلم　　　مضاربت

4۔ زمانہ جاہلیت میں نبی علیہ السلام کے ساتھ تجارت میں شریک صحابی تھے:

سائب رضی اللہ عنہ　　　عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ　　　سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

5۔ ہدیہ قبول کرنے کے بعد:

واپس کر دینا چاہیے | بھول جانا چاہیے | بدلہ دینا چاہیے

6۔ تجارت و کاروبار شروع کرنا باعث برکت ہے:

صبح | دوپہر | عصر

7۔ حضرت محمد بن سیرین ہیں:

صحابی | تابعی | تبع تابعی

8۔ اَلْأَکَّارُ کا معنی ہے:

مزارع | مضارب | اجیر

9۔ کُرَاعٌ کا معنی ہے:

کرایہ | پائے | جانور

مختصر جواب لکھیں:

1۔ سود کی مذمت حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

2۔ عقدِ مضاربت کسے کہتے ہیں؟

3۔ اختلافِ دین کا مطلب کیا ہے؟

4۔ عقدِ مزارعت کسے کہتے ہیں؟

5۔ اختلافِ دارین کا مطلب کیا ہے؟

6۔ ہدیہ کی اہمیت حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

7۔ وصیت کی اہمیت حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

8۔ تجارت صبح کے وقت شروع کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

9۔ موانعِ ارث تحریر کریں۔

10۔ کاروبار میں شراکت کے ثبوت پر حدیث لکھیں۔

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....